امام سلسلۂ برکاتیہ سلطانُ العاشقین صاحب البرکات

سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ

(حیات اور علمی کارنامے)

از

سید محمد امین قادری مارہروی

پروفیسر شعبۂ اردو

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ

انوپ شہر روڈ علی گڑھ

www.barkaatlibrary.blogspot.in

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

© جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	سید شاہ برکت اللہ مارہروی قدس سرہٗ (حیات اور علمی کارنامے)
تالیف	:	سید محمد امین قادری برکاتی
سن اشاعت	:	نومبر ۲۰۱۶ء
تعداد	:	۱۰۰۰
قیمت	:	
زیر اہتمام	:	محمد شمس الحق رضوی، بانی مجلس فکر رضا، لدھیانہ

ناشر

البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ

پوسٹ ADF نزد جمال پور، ریلوے کراسنگ

انوپ شہر روڈ، علی گڑھ، PIN: 202122

Ph. No. 0571-6500603, 9359146873

Email: abirtipublications@gmail.com

www.barkaatlibrary.blogspot.in

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

انتساب

اپنے دادا

حضرت سید آل عبا صاحب

کی نذر

ایسا کہاں سے لائیں کہ تجھ سا کہیں جسے

سید محمد امین

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

فہرست

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱-	انتساب	
۲-	معروضات	۵
۳-	تقریظ	۷
۴-	حرفے چند	۹
۵-	حیات صاحب البرکات	۱۲
۶-	علمی کارنامے	۲۳
۷-	مثنوی ریاض عشق	۲۴
۸-	دیوانِ عشقی	۲۵
۹-	رسالہ ''سوال وجواب''	۲۶
۱۰-	ترجیع بند	۲۷
۱۱-	رسالہ ''چہار انواع''	۲۸
۱۲-	عوارف ہندی	۲۹
۱۳-	صاحب البرکات کی عربی شاعری کا نمونہ	۳۲
۱۴-	پیم پرکاش سے انتخاب کلام مع تشریح	۳۴
۱۵-	پیم پرکاش کا تفصیلی جائزہ	۶۹
۱۶-	بعض اوراد ووظائف ونقوش بزرگان دین مارہرہ	۷۷
۱۷-	کتابیات	۷۹

www.barkaatlibrary.blogspot.in

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

معروضات

اردو میں صوفیائے کرام اور تصوف پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔مگر ابھی بہت کچھ لکھا جانا باقی ہے۔

میرا بہت دنوں سے ارادہ تھا کہ امام سلسلۂ برکاتیہ صاحب البرکات مخدوم سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ کی حیات پاک اور تعلیمات کا خلاصہ پیش کروں۔خدا کے فضل و کرم سے میرے ارادے کی تکمیل ہوئی۔

صاحب البرکات کا شمار ہندوستان میں قادریہ سلسلے کے اہم بزرگوں میں ہوتا ہے۔گنگا اور جمنا کی لہروں کے بیچ برج کے اس تہذیبی علاقے میں رشد و ہدایت کا سبق دینے والا کوئی صوفی بزرگ شاہ برکت اللہ کی قامت کو نہیں پہنچتا۔شاہ صاحب صوفی ہونے کے علاوہ متعدد تصانیف کے مصنف بھی ہیں۔اپنی تصانیف میں انہوں نے اپنے ذاتی تجربات اور تعلیمات کو پیش کیا ہے میں نے انہیں سمجھنے کی کوشش کی ہے۔اس کتاب کی تصنیف کے سلسلے میں بہت سی کتابیں پڑھیں اور اس بات کی کوشش کی کہ کتاب عام فہم انداز میں لکھی جائے۔

اس کتاب کی پہلی اشاعت ۱۹۸۶ء میں ہوئی۔۳۰ رسال سے زیادہ کا وقفہ گذر گیا۔نئی نسل آ گئی۔ہماری نئی نسل کے حوصلے اور عزائم ماشاءاللہ بلند ہیں۔جامعہ البرکات علی میں قائم شدہ البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ سے اب جدید اشاعت کا کام شروع ہوا ہے۔اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ ہر سال علمائے کرام کی ٹیم کی مدد سے کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اور انشاءاللہ آگے بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

عزیم احمد مجتبیٰ اور برخوردار سید محمد امان کی نگرانی میں یہ تمام کام انجام پذیر ہو رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہمارے بیٹے سید محمد عثمان نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ میں بہت محنت کی ان کے لئے میری بے شمار دعائیں۔

برادر طریقت محمد شمس الحق رضوی برکاتی بے حد مخلص احباب میں سے ہیں۔ ان کا دل مذہبی اور مسلکی کاموں کے لیے بہت کھلا ہوا ہے۔ خانقاہ برکاتیہ سے شائع شدہ کتابوں میں ان کا تعاون ہمیشہ حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر، صحت و کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔

مولانا توحید احمد صاحب نے اس کتاب کی اشاعت جدید کے ہر مراحل میں اپنا مخلص تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی اپنی علمی اور عملی زندگی کو کامران فرمائے (آمین)

مولانا نعمان احمد ازہری صاحب اور علمائے کرام کا فرداً فرداً شکریہ کہ ان کی وجہ سے ادارے کے بہت سے کام بہت عمدہ طریقے سے ہو رہے ہیں۔

عزیزم حارث احسن کے لیے دلی نیک خواہشات کہ انہوں نے رات دن ایک کر کے چاروں کتابوں کی ٹائپنگ تن تنہا کی ہے۔

استاذ محترم ڈاکٹر نور الحسن نقوی مرحوم نے بہت سے علمی اور ادبی مسائل میں میری رہنمائی کی ہے۔ انہوں نے ہمیشہ لکھنے پڑھنے کا مشورہ دیا اسی تحریک کی بنا پر یہ کتاب معرض وجود میں آسکی تھی۔

اپنے عزیز جان بھائیوں اشرف، افضل اور نجیب کا شکر ادا کرنا ان کی چاہتوں کی توہین ہوگی وہ میرے دست و بازو ہیں۔ اللہ انہیں سلامت رکھے۔ (آمین)

میں اپنے تمام احباب و وابستگان سلسلۂ برکاتیہ کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ خوش خرم رکھے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

آخر میں یہ شعر حضرت سید شاہ برکت اللہ کی نذر کر کے قلم رکھتا ہوں ؎

تم نے جو شمع جلائی تھی نہ بجھنے پائے
اب تو لے دے کہ یہی کام ہمارا ٹھہرا

دعا گو

سید محمد امین

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

تقریظ

شرف ملت سید محمد اشرف قادری برکاتی مارہروی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ہمارے لئے یہ بات ہماری خوشیوں کا باعث ہے کہ برادر معظم حضرت امین ملت دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ''شاہ برکت اللہ کی حیات وعلمی کارنامے'' کی اشاعت جدید ہورہی ہے۔امام سلسلہ برکاتیہ سلطان العاشقین حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی ذات مبارکہ دنیائے تصوف ومعرفت کے لئے ایک اہم ستون کا درجہ رکھتی ہے۔حضرت شاہ صاحب نے اپنے زہد وتقوی، استقامت وکرامت کے وہ جواہر اپنی حیات مبارکہ میں منکشف فرمائے کہ مخلوق خدا جوق در جوق ان کے آستانۂ مبارکہ پر جبین عقیدت خم کئے ہوئے راہِ ہدایت کا شوق لئے حاضری کے لیے بیتاب رہے۔ ہزاروں بندگانِ خدا ان کے دربار گہر بار سے فیضیاب ہوئے۔صاحب البرکات نے راہ سلوک کے وہ معیار قائم کئے کہ آج بھی طالبان راہ سلوک کے لئے نمونہ عمل ہے۔

باوجود سلوک کی تکمیل، اوراد اشغال و اعمال اور تربیت و حاجت روائی مخلوق حضرت شاہ صاحب تصنیف وتالیف وشاعری سے گہرا ربط وشغف رکھتے تھے۔ انہوں نے بھاشا کی شاعری میں اپنا ایک نمایاں مقام پیدا کیا۔معروف ماہر لسانیات پروفیسر مسعود حسن خان مقدمۂ تاریخ زبان اردو میں ان کی شاعری کا تجزیہ کرتے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہوئے لکھتے ہیں کہ ''شاہ برکت اللہ کی شاعری کے بغیر برج بھاشا کی شاعری کی تاریخ نامکمل ہے''۔ اس کے علاوہ نثر کے میدان میں حضور صاحب البرکات نے اپنے رشحات قلم سے خوب خوب نوازا۔ حضرت کے تمام کلام میں خواہ وہ نثر ہو یا نظم صرف محبت ہی محبت ملے گی جو صوفیائے کرام کا وصف ہوتا ہے۔ حضرت عشقی نہ صرف بھاشا کے شاعر تھے بلکہ ان کی عربی اور فارسی کی شاعری ان کو اس دور کے شعرا میں ممتاز کرتی ہے۔ مشائخ مارہرہ کے علمی اور روحانی کاموں کی ایک طویل فہرست ہے۔ خانوادۂ برکات اپنے بزرگوں کے کارناموں کو منظر عام پر لانے کے کام میں سرگرم ہے۔ انشاء اللہ متوسلین اور معتقدین اپنے مشائخ سے پوری طرح سے خوب خوب واقف ہوسکیں گے۔ شاہ برکت اللہ کی حیات اور علمی کارنامے برادر معظم کی تدریسی کے دور ابتدائی مرحلے میں تصنیف کردہ کتاب ہے۔ اب یہ کتاب ضروری ترمیمات کے ساتھ آپ حضرات کی خدمت میں پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ برادر معظم کی صحت میں برکت عطا فرمائے۔ ان کی سرپرستی میں خانقاہ برکاتیہ کے اراکین اچھے مثبت تعمیری کام کرتے رہیں۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

خیر اندیش

سید محمد اشرف قادری

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

حرفِ چند

پروفیسر قمرالہدیٰ فریدی
استاد شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

گنگا اور جمنا کے دوآبہ کے درمیان واقع قصبہ مارہرہ شریف، اتر پردیش کے شہر ایٹہ سے تقریباً سولہ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اولیائے عظام کی سرزمین ہونے کی وجہ سے عالم گیر شہرت کا حامل ہے۔ اس کی آغوش میں آرام فرمانے والے صاحبانِ علم و معرفت میں سے ایک خدا رسیدہ بزرگ امامِ سلسلۂ برکاتیہ، صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ مارہروی بھی ہیں جن کی حیات اور علمی کارناموں پر اس کتاب میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۳۵/ واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔

محمود غزنوی کے زمانے میں خانوادۂ برکاتیہ کے مورثِ اعلیٰ سید ابوالفرح واسطی، کوفہ اور بصرہ کے وسط میں واقع شہر واسط سے ہجرت کر کے غزنی آئے تھے۔

صاحب زادگان سید ابوفراس، سید ابوالفضائل، سید داؤد اور سید معزالدین بھی آپ کے ساتھ تھے۔ کچھ دنوں بعد امیر واسط کی درخواست پر سید ابوالفرح اپنے بیٹے سید معزالدین کے ہمراہ وطن واپس لوٹ گئے۔ لیکن آپ کے دوسرے بیٹوں نے ہندوستان کے تین مختلف علاقوں میں سکونت اختیار کی۔ سید ابوفراس جاجنیر میں مقیم ہوئے۔ سید ابو الفضائل نے چھاترود کا انتخاب کیا اور سید داؤد تھن پور میں قیام پذیر ہوئے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں حضرت سید شاہ ابوفراس کے پوتے سید محمد (المعروف دعوۃ الصغریٰ) نے سری نگر کو فتح کر کے اپنا مسکن بنایا اور اس کا نیا نام بلگرام تجویز کیا۔

اکتیس سال بلگرام میں گزار کر دعوۃ الصغریٰ ۱۴؍شعبان ۶۴۵ھ کو اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے بعد آپ کے فرزندوں کے قدومِ میمنت لزوم سے یہ خطّہ آباد رہا۔

بعد میں اسی خاندان کی ایک شاخ مارہرہ شریف میں سکونت پذیر ہوئی۔ صاحبِ سبع سنابل حضرت میر عبدالواحد بلگرامی (م:۱۰۱۷ھ/ ۱۶۰۸ء) کے بڑے بیٹے میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی (م:۱۰۵۷ھ/ ۱۶۴۷ء) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مارہرہ مطہرہ کو اپنا مستقر بنایا۔ حضرت میر عبدالجلیل چشتی بلگرامی ثم مارہروی (م:۸؍صفر ۱۰۵۷ھ/ ۱۶۴۷ء) کی پہلی شریکِ حیات (بلگرام والی بی بی) سے چار بیٹے (سید ابو الفتح، سید اویس، سید محمد اور سید ابوالخیر) اور دو بیٹیاں ہوئیں۔ منجھلے بیٹے سید شاہ اویس قادری چشتی (م:۲۰؍رجب ۱۰۹۷ھ/ ۱۶۸۶ء) کے گھر ۲۶؍جمادی الآخر ۱۰۷۰ھ/ ۶۰-۱۶۵۹ء کو بلگرام میں سید شاہ محمد برکت اللہ کی ولادت ہوئی۔ یہیں والدِ محترم کے زیر سایہ پرورش پائی۔ جیسا کہ اوپر ذکر آچکا، آپ کے دادا میر عبدالجلیل چشتی بلگرام سے رخصت ہو کر مارہرہ جا بسے تھے۔ شاہ برکت اللہ نے بھی اپنے والد کے انتقال کے بعد، بلگرام کے بجائے مارہرہ میں سکونت اختیار کی۔ آپ نہ صرف یہ کہ صاحبِ رشد و ہدایت شیخ طریقت تھے بلکہ جلیل القدر صوفی شاعر بھی تھے۔ اردو زبان کی تاریخ شاہ برکت اللہ عشقی و پیمی کے ذکر کے بغیر ادھوری ہے۔ اس لحاظ سے پیش نظر کتاب مذہبی اور ادبی دونوں اہمیت کی حامل ہے۔ خانوادۂ برکاتیہ کے ایک فرزندِ جلیل کی تصنیف ہونے کی وجہ سے اسے درجۂ استناد بھی حاصل ہے۔

خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین پروفیسر سید محمد امین مخدوم

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

زادے ہیں اور خود مخدوم ملت بھی۔ نیز علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے باوقار اور ہر دل عزیز استاد اور متعدد علمی کتابوں کے مصنف، مرتّب اور مترجم بھی۔ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے انھیں دینی اور دنیوی، باطنی اور ظاہری ہر طرح کی نعمتوں سے نوازا ہے۔

پہلی بار یہ کتاب ۱۹۸۶ء میں بزمِ قاسمی برکاتی، کراچی سے شائع ہوئی تھی۔ اور اب ۲۰۱۶ء میں البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ سے اس کا تازہ ایڈیشن منظر عام پر آ رہا ہے۔ ایک صاحبِ دل کے قلم سے لکھی ہوئی یہ کتاب جو سلسلۂ قادریہ کے عظیم المرتبت بزرگ صاحب البرکات حضرت سید شاہ برکت اللہ کی حیات اور علمی کارناموں کا احاطہ کرتی ہے، مریدین، متوسلین اور شائقین علم و ادب کے لیے ایک گراں قدر تحفہ ہے۔ مذہبی اور علمی حلقوں میں پہلے بھی اس کا پُر جوش خیر مقدم ہوا تھا اور آج بھی نگاہیں اس کی مشتاق ہیں۔

قمر الہدیٰ فریدی
پروفیسر شعبۂ اردو
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

۲۱؍ اکتوبر ۲۰۱۶ء

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

حیات صاحب البرکات

امام سلسلۂ برکاتیہ سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقیؔ و پیمیؔ مارہروی قدس سرہٗ

برصغیر ہندو پاک میں اولیائے کرام اور صوفیائے عظام نے دین کی اشاعت میں جو محنت کی اور مشقت اٹھائی اس کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ صوفیائے کرام نے مخلوق خدا کو انسان دوستی کا درس دیا اور نیکی کی طرف بلایا۔ بیشتر صوفیا طریقت کے کسی سلسلے میں وابستہ ہوتے ہیں۔ طریقت کے چار سلسلے بہت مشہور ہیں۔ (الف) قادریہ (ب) چشتیہ (ج) نقشبندیہ اور (د) سہروردیہ۔

ان چاروں سلاسل کے بزرگوں کا بنیادی مقصد یہی تھا کہ مخلوق کی رسائی خالق تک ہو جائے۔ اس مقصد کے حصول کے راستے الگ الگ ہیں مگر مقصود ایک ہی ذات باری تعالیٰ ہے۔

صاحب البرکات مخدوم حضرت سید شاہ برکت اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ہندوستان کے قادریہ سلسلے کے اہم بزرگوں میں کیا جاتا ہے۔ گنگا جمنا کے میدان یعنی ''دوآبہ'' کے درمیان برج کے اس تہذیبی علاقے میں کوئی صوفی بزرگ شاہ برکت اللہ کے قد کو نہیں پہنچتا۔ علوم شریعت کے ساتھ ساتھ صاحب البرکات علوم طریقت کے بھی بڑے عالم تھے۔ انہوں نے علوم ظاہر اور علوم باطن سے متعلق اپنے تجربات و مشاہدات پر بہت سی کتابیں لکھیں۔ میں نے ان کتابوں کے مطالعے کا شرف حاصل کیا اور یہ کوشش کی کہ ان کو سمجھ کر آپ حضرات تک پہنچانے کی کوشش کروں۔ اب ہم مختصر طور پر شاہ برکت اللہ کی حیات اور ان کی تصانیف کا جائزہ پیش کریں گے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

آپ کا اسم گرامی برکت اللہ، لقب صاحب البرکات اور تخلص عشقی اور پیمی تھا۔ آپ کی ولادت ۲۶؍ جمادی الاخریٰ ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۶۰ء کو پورب کے مشہور مردم خیز قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی (اتر پردیش) میں ہوئی۔ صاحب البرکات کا شجرۂ نسب اس طرح سے ہے:

شاہ برکت اللہ بن سید شاہ اویس بن سید شاہ عبدالجلیل بن سید عبدالواحد، بن سید ابراہیم بن سید قطب الدین بن سید ماہروی بن سید بڈھا بن سید کمال بن سید قاسم بن سید حسین بن سید نصیر بن سید حسین بن سید عمر بن سید محمد صغریٰ جد قبائل سادات بلگرام ابن سید علی بن سید حسین بن سید ابوالفرح ثانی بن سید ابوفراس بن سید ابوالفرح واسطی بن سید داؤد بن سید حسین بن سید یحییٰ بن حضرت زید سوم بن سید عمر بن سید زید دوم بن سید علی عراقی، بن سید حسین بن سید علی بن سید محمد بن سید عیسیٰ المعروف بہ موتم الاشبال بن سید زید شہید بن امام زین العابدین المقلب بہ سجاد بن سید الشہدا امام حسین بن امیر المومنین مولیٰ مرتضیٰ علی زوج سیدۃ النساء فاطمہ زہراء بنت سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

بچپن کا زمانہ اپنے والد ماجد میر سید اویس اور دیگر بزرگان خاندان کے آغوش تربیت میں گزرا۔ سید شاہ برکت اللہ کے والد ماجد نے اپنے وصال (۲۰؍رجب ۱۰۹۷ھ) سے پہلے شاہ صاحب کو سجادہ نشینی اور سلاسل آبائی قدیم چشتیہ، سہروردیہ اور قادریہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی تھی مگر چونکہ ظرف عالی تھا لہٰذا شاہ صاحب نے سید مربی بن سید عبدالنبی بن سید طیب، سید غلام مصطفےٰ ابن سید فیروز، سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا بلگرامی سے بھی اجازت وخلافت واکتساب فیض وبرکت فرمایا۔

شاہ لطف اللہ:

سید لطف اللہ سے شاہ صاحب کو بے حد عقیدت تھی۔ سید صاحب بگرام کے رہنے والے تھے اور اپنے دور کے مشہور عالم تھے۔ آپ کالپی تشریف لے گئے۔ اور میر سید احمد کالپوی سے خلافت حاصل کرنے کے بعد بلگرام واپس آئے۔ شاہ لطف اللہ کو اپنے پیرومرشد سر سید احمد کالپوی سے بے پناہ محبت تھی جیسا کہ مندرجہ ذیل شعر

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

سے معلوم ہوتا ہے جو شاہ لطف اللہ کی جانب منسوب ہے۔

کالپی ملّہ بلگرام یمن

اے تو احمد منم اویس قرن

۱۴/ جمادی الاولی ۱۱۴۳ھ کو شاہ لطف اللہ کا انتقال ہوا۔

(شاہ برکت اللہ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے عشق تھا)۔ شاہ برکت اللہ کے زمانے میں کالپی ضلع جالون میں مشہور زمانہ بزرگ سید شاہ فضل اللہ مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز تھے۔ شاہ برکت اللہ اپنے والد کے وصال کے بعد مارہرہ تشریف لا چکے تھے۔ کالپی کے مشائخ سے غائبانہ عقیدت روز افزوں تھی۔ لہٰذا انہوں نے کالپی کا سفر کیا اور شاہ فضل اللہ کالپوی سے اجازت وخلافت سلاسل عالیہ قادریہ وچشتیہ وسہروردیہ ونقشبندیہ ابو العلائیہ ومداریہ بدیعیہ حاصل کی اور صاحب البرکات خطاب پایا۔ اس موقع پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شاہ برکت اللہ کے پیران سلسلہ اور طریقت کا مختصر ذکر کیا جائے۔

شاہ فضل اللہ:

شاہ برکت اللہ کے مرشد شاہ فضل اللہ اپنے والد میر سید احمد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے ۱۴/ ذیقعدہ ۱۱۱۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار کالپی میں ہے۔ شاہ فضل اللہ کے دو بھائی تھے سید سلطان مقصود، اور سید مسعود۔

میر سید احمد:

میر سید احمد کالپوی میر سید محمد کے صاحبزادے تھے۔ آپ کی تعلیم وتربیت والد ماجد نے فرمائی۔ اور بیعت کرنے کے بعد جملہ سلاسل کی اجازت وخلافت سے نوازا۔ حضرت کے خلفاء میں سید شاہ لطف اللہ بلگرامی مشہور ہیں۔ میر سید احمد کا وصال ۱۹/ صفر المظفر ۱۰۸۴ھ کو ہوا۔ مزار کالپی میں ہے۔

میر سید محمد:

میر سید احمد کے والد ماجد کا اسم گرامی میر سید محمد تھا۔ آپ کا آبائی وطن ترمذ تھا۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (مشاہد رضوی)

آباء واجداد ''ترمذ'' سے ہجرت کر کے جالندھر آ گئے۔ میر سید محمد کے والد میر ابوسعید نے کالپی کو اپنا وطن بنایا۔ میر سید محمد نے شیخ محمد یونسؒ، مولانا عمر جاجموی اور شیخ جمال اولیاء سے تعلیم حاصل کی۔ میر صاحب کو شیخ جمال اولیاء سے شرف بیعت وخلافت حاصل ہے۔ میر صاحب نے دہلی کا سفر کیا اور سید ابوالعلاء قدس سرہٗ سے نقشبندیہ سلسلۂ کی اجازت حاصل کی۔ خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی زیارت کے لئے اجمیر حاضر ہوئے۔

قطب الاقطاب میر سید محمد کی تصانیف میں تفسیر سورۂ فاتحہ، رسالہ تحقیق روح، رسالہ اسرار التوحید، ارشاد السالکین، رسالۃ الغنا، عقاید صوفیہ، رسالہ عمل معمول، رسالہ واردات وغیرہ مشہور ہیں۔ حضرت کے خلفاء میں شاہ محمد افضلؒ الہ آبادی اور شیخ محبّ اللہ الہ آبادی کا شہرہ عام ہوا۔

میر سید محمد رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۶/شعبان ۱۰۷۱ھ کو کالپی میں ہوا۔ میر غلام علی آزاد بلگرامی نے تاریخ وصال لکھی ہے:

غوث عالم یگانہ آفاق   میر سید محمد ذیشان
گفت تاریخ رحلتش آزاد   رفت قطب زبان بسوئے جناں

۱۰۷۱ھ

سلاسل طریقت:

ویسے تو سید شاہ برکت اللہ اباً عن جدٍ چشتی تھے مگر چشتیہ سلسلہ کے ساتھ قادریہ نقشبندیہ سہروردیہ اور امدادیہ سلاسل کی اجازت وخلافت بھی تھی۔ قارئین کی معلومات کے لئے یہاں ان سلاسل طریقت کو درج کیا جاتا ہے۔

سلسلۂ چشتیہ قدیم (آبائی):

شاہ برکت اللہؒ، شاہ اویسؒ، شاہ عبدالجلیل، میر عبدالواحد شاہ حسینؒ، شاہ صفی شیخ سعدؒ، شاہ مینا، شیخ سارنگؒ، سید راجو مخدوم جہانیاںؒ، خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی، حضرت نظام الدینؒ اولیاء، بابا فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین بختیارؒ کا کی،

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

خواجہ معین الدین، خواجہ عثمان ہارونی، حاجی شریف زندنی، حضرت مودود چشتی، حضرت ناصر الدین ابو یوسف، خواجہ محمد بن احمد، خواجہ ابو احمد ابدال، خواجہ ابو اسحاق شامی ممشاد علو دینوری خواجہ ہبیرہ بصری، خواجہ حذیفہ مرعشی، حضرت ابراہیم ادہم خواجہ فضیل عیاض، خواجہ عبد الواحد زید خواجہ حسن بصری، حضرت مرتضٰی علی کرم اللہ وجہٗ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ۔

سلسلۂ قادریہ قدیم (آبائی):

شاہ برکت اللہ شاہ اویس شاہ عبد الجلیل، میر عبد الواحد، شاہ حسین، شاہ صفی، شیخ سعد بڈھن، شیخ محمد المعروف بہ شاہ مینا، شیخ سارنگ سید راجو مخدوم جہانیاں شیخ نور الدین علی شیخ مجذوب صالح، شیخ کمال الدین کوفی، شیخ سعد الدین ابو الفتوح بغدادی، شیخ عبد القادر جیلانی، شیخ احمد اسود دینوری شیخ ممشاد دینوری، شیخ ابو العباس نہاوندی شیخ عبد اللہ خفیف، شیخ جنید بغدادی شیخ سری سقطی شیخ معروف کرخی شیخ داؤد طائی، شیخ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، حضرت مولائی علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ۔

سلسلۂ سہروردیہ قدیم (آبائی):

شاہ برکت اللہ، میر سید اویس، سید عبد الجلیل، میر عبد الواحد، شاہ حسین، شاہ صفی، شیخ سعد، شاہ مینا، شیخ سارنگ، سید راجو مخدوم جہانیاں، شیخ رکن الدین، شیخ صدر الدین شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیا الدین ابو النجیب خواجہ وجیہہ الدین بوحفص خواجہ محمد، خواجہ ابو احمد اسود دینوری، خواجہ ممشاد علو دینوری، خواجہ جنید بغدادی، خواجہ سری سقطی، خواجہ معروف کرخی، شیخ داؤد طائی شیخ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری مولیٰ علی مرتضی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفی ﷺ۔

سلسلۂ قادریہ جدید (کالپویہ):

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، سید احمد، سید محمد حضرت جمال اولیاء، شیخ قاضی جیاء، شیخ بھکاری سید ابراہیم ایرچی، شیخ بہاء الدین، سید احمد جیلانی، سید حسن، سید

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

موسیٰ، سید علی سید محی الدین ابی نصر، سید ابو صالح سید عبد الرزاق، سیدنا عبد القادر غوث اعظم شیخ ابو سعید مخزومی، سید ابو الحسن علی محمد یوسف القرشی شیخ ابو الفرح طرطوسی۔ شیخ عبد الواحد شیخ ابو بکر شبلی، شیخ جنید بغدادی، شیخ سری سقطی، شیخ معروف کرخی، امام علی موسیٰ رضا امام موسیٰ کاظم، امام جعفر صادق، امام محمد باقر، امام زین العابدین، امام حسین شہید کربلا، حضرت مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ چشتیہ جدید (کالپویہ):

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، سید احمد سید محمد، شیخ جمال اولیا، مخدوم جہانیاں، شیخ بہاء الدین، شیخ سالا رڈہ شیخ بہاء الدین جونپوری، شیخ محمد عیسیٰ، شیخ فتح اللہ بدایونی، شیخ صدر الدین حکیم، شیخ نصیر الدین، چراغ دہلی، شیخ نظام الدین اولیاء، شیخ فرید الدین گنج شکر، خواجہ قطب الدین، خواجہ معین الدین، خواجہ عثمان ہارونی حاجی شریف زندنی، خواجہ مودود چشتی، خواجہ ناصر الدین ابو یوسف بن محمد خواجہ محمد بن ابو احمد خواجہ ابو محمد احمد ابدال، خواجہ ابو اسحاق شامی، خواجہ ممشاد علو دینوری، خواجہ ہبیرہ بصری، خواجہ حذیفہ خواجہ ابراہیم ادہم خواجہ فضیل عیاض خواجہ عبد الواحد زید، خواجہ حسن بصری، حضرت مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم، اجمعین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

سلسلہ سہروردیہ جدید (کالپویہ):

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، سید احمد، سید محمد، شیخ جمال اولیاء، شیخ قیام الدین، شیخ طب الدین شیخ ادہن جونپوری، شیخ بہاء الدین شیخ علاء الدین، سید راجو قتال، سید جلال بخاری الملقب بہ مخدوم جہانیاں، شیخ رکن الدین، شیخ صدر الدین، شیخ بہاء الدین زکریا، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ضیاء الدین، شیخ وجیہہ الدین، ابو حفص عمر شیخ محمد، شیخ احمد، اسود دینوری، شیخ ممشاد علو دینوری، حضرت جنید بغدادی خواجہ سری سقطی خواجہ معروف کرخی خواجہ داؤد طائی، خواجہ حبیب عجمی، خواجہ حسن بصری، مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

سلسلۂ نقشبندیہ جدید (کالپویہ):

شاہ برکت اللہ، شاہ فضل اللہ، سید احمدؒ، سید محمدؒ، شیخ ابوالعلاؒ، سید عبداللہ، خواجہ یحییٰ، خواجہ عبد الحقؒ، خواجہ عبید اللہ احرار، خواجہ یعقوبؒ چرخی، حضرت بہاء الدین نقشبندی، امیر کلاں بابا سماسیؒ، خواجہ علی رامتنی خواجہ عبدالخالق غجدوانی، خواجہ ابو یوسف ہمدانی شیخ ابوعلی فارمدی طوسی، شیخ ابوالقاسم گرگانی، خواجہ ابوالحسن خرقانی، خواجہ یزید بسطامی، امام جعفر صادق، امام محمد باقرؒ، امام زین العابدین، امام حسینؒ، مولیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

کاشف الاستار کے مصنف شاہ حمزہ فرماتے ہیں:

''بار دیگر ایں نسبت شریفہ از جناب محمد مصطفیٰ ﷺ حضرت ابوبکر صدیق حضرت سلمانؒ فارسی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر امام جعفر صادق ابویزید بسطامی باقی بدستور۔

سلسلۂ مداریہ:

شاہ برکتؒ اللہ، شاہ فضل اللہ، سید احمدؒ، سید محمدؒ، شیخ جمال اولیا، شیخ قیام الدین، شیخ قطب الدین، سید جلالؒ عبدالقادر، سید مبارکؒ، سید اجمل، شاہ بدیع الدین مدار، شیخ عبداللہ شامی، شیخ عبدالاولؒ، شیخ امینؒ الدین، امیر المومنین حضرت مولیٰ مرتضیٰ علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ۔

آپ کا علم وفضل:

یہی نہیں کہ آپ نے تفسیر وحدیث وفقہ ومعانی وریاضی ومنطق وفلسفہ اور تاریخ وسیر میں اپنے عہد کے ایک بے گانہ روزگار بزرگ تھے بلکہ ادب وانشاء اور شعرو سخن میں بھی بلند مرتبہ رکھتے تھے۔ بے مثل شاعر تھے۔ فارسی میں ''عشقی'' اور ہندی میں ''پیمی'' تخلص کرتے تھے۔ برج بھاشا زبان میں جو دیوان ہے اس کا م نام ''پیم پرکاش'' ہے۔ دیوان فارسی میں دیوانِ عشقی۔ چہار انواع، رسالہ جواب وسوال، ریاض العاشقین، عوارف ہندی، بیاض باطن، بیاض ظاہر، وصیت نامہ، رسالہ تکبیر، تفسیر سورہ

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

فاتحہ، رواتح بزبان اردو، رسالہ واردات، اسرار التوحید، ارشاد السالکین، تحقیق روح، رسالہ المقنی، رسالہ عقائد صوفیہ، اور رسالہ معمول وغیرہ۔ آپ کی گراں مایہ تصانیف ہیں۔جنہیں مطالعہ کرنے سے آپ کے تبحر علمی کا کسی قدر انداز ہو جاتا ہے۔اعمال و اشغال کے متعلق بھی متعدد مختصر رسائل موجود ہیں۔

عقد مسنون:

سید شاہ برکت اللہ کا عقد سید مودود بلگرامی بن سید محمد فاضل بن سید عبدالحکیم بلگرامی کی صاحبزادی وافیہ بی بی سے ہوا۔ان سے دو صاحبزادے سید آل محمد اور شاہ نجات اللہ اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔پہلی صاحبزادی بی بی بدھن کا عقد سید شاہ لطف اللہ کے صاحبزادے سید نور الحق سے ہوا۔دوسری صاحب زادی ننھی بی بی کا عقد نکاح عزیز اللہ بن سید غلام محمد بن سید حامد سے ہوا۔اور تیسری صاحبزادی کا عقد سید امان بن سید جان محمد سے ہوا۔

سید شاہ آل محمد:

شاہ برکت اللہ کے بڑے صاحبزادے کا اسم گرامی سید آل محمد تھا، ان کی ولادت ۱۸؍رمضان ۱۱۱۱ھ کو بلگرام میں ہوئی۔علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی۔آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد سے تھی۔اپنے والد کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔شاہ آل محمد کا عقد ان کی چچیری بہن غنیمت فاطمہ بنت سید عظمت اللہ سے ہوا۔حضرت کے دو صاحبزادے سید شاہ حمزہ اور سید شاہ حقانی اور ایک صاحبزادی تھی۔سید آل محمد کا وصال ۱۶؍رمضان ۱۱۶۴ھ کو مارہرہ میں ہوا۔

سید شاہ نجات اللہ:

شاہ برکت اللہ کے چھوٹے صاحبزادے کا نام سید نجات اللہ تھا۔ان کی ولادت ۲۵؍جمادی الآخر ۱۱۱۷ھ کو بلگرام میں ہوئی۔تعلیم وتربیت اپنے والد سے پائی۔ شاہ نجات اللہ کا عقد سید لطف ابن سید کافی کی صاحبزادی سے ہوا۔آپ کے دو

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (مشاہد رضوی)

صاحبزادے سید امام عرف شاہ گدا اور سید مقبول عالم عرف شاہ سوندھا اور ایک صاحبزادی بوبو صاحبہ ہوئیں۔ شاہ نجات اللہ کا وصال ۲۹ر شوال ۱۱۹۰ھ کو مارہرہ میں ہوا۔

مارہرہ کی سکونت:

ہمیں شاہ برکت اللہ کے بلگرام سے مارہرہ ہجرت کرنے کی صحیح تاریخ کا علم نہیں ہے البتہ یہ طے ہے کہ آپ نے ۱۰۹۷ھ کے بعد بلگرام کی سکونت ترک فرمادی اور مارہرہ کو مسکن بنایا۔ شاہ برکت اللہ کے دادا میر سید عبد الجلیل (م ۱۰۵۷ھ) مارہرہ کو اپنا وطن بنا چکے تھے۔ شاہ صاحب نے مارہرہ میں اپنے دادا کی خانقاہ میں قیام فرمایا، مگر ایک شریر قوم گوندل کی ہم سائیگی پسند نہ فرما کر ۱۱۱۸ھ میں قصبہ سے باہر جدید آبادی کی بنیاد ڈالی اور مسجد و خانقاہ تعمیر فرمائی۔ اس جدید آبادی کا نام ''پیم نگر برکات نگری'' رکھا، جواب ''میاں کی بستی'' کے نام سے موسوم ہے۔

سید شاہ برکت اللہ کے خلفاء:

حضرت شاہ برکت اللہ اور ان کے خلفاء کا شہرہ کمال چاروں طرف پہونچا شاہان دہلی اورنگ زیب عالمگیر سے لیکر محمد شاہ تک حضرت کی خدمت میں نیاز نامے بھیجا کرتے تھے۔ حضرت کے بعض خلفاء مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) شاہ عبد اللہ:

یہ مارہرہ کے رہنے والے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔ ہندی میں شاعری کرتے تھے۔ ان کا تخلص پنچھی تھا۔ ۱۱۴۰ھ میں انتقال ہوا۔

(ب) شاہ میم:

یہ دکن کے باشندے تھے۔ دکن سے دلّی آئے۔ فارسی کے صاحب دیوان شاعر تھے۔ ۱۱۵۰ھ میں انتقال ہوا۔

(ج) شاہ مشتاق البرکات:

یہ شاہ برکت اللہ کے نہایت باکمال خلیفہ تھے۔ ۱۱ر صفر ۱۱۶۷ھ کو انتقال ہوا۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(د) شاہ من اللہ:

ان کا نام علی شیر خاں تھا۔ یہ شاہجہانپور کے رہنے والے۔ ۱۱۷۶ھ میں انتقال ہوا۔

(ہ) شاہ راجو:

یہ بلگرام کے رہنے والے تھے اور سید ابوالفرح کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا انتقال ۱۱۴۳ھ میں ہوا۔

(و) شاہ ہدایت اللہ:

یہ قصبہ کراولی ضلع ایٹہ کے باشندے تھے۔ ۱۱۴۹ھ میں وصال ہوا۔

(ز) شاہ روح اللہ:

ان کا نام محمد مسعود تھا۔ نواب خیر اندیش خاں عالمگیر کے خاندان سے تھے۔ فارسی اور ہندی میں شاعری کرتے تھے۔ فارسی میں ''دیوانہ'' اور ہندی میں ''اجان'' تخلص تھا۔ ۱۱۷۳ء میں انتقال ہوا۔

(ح) شاہ عاجز:

یہ مارہرہ کے باشندے تھے اور قوم کے کنبوہ تھے۔ اصلی نام محمد معظم تھا۔

(ط) شاہ نظر:

ان کا ۱۱۴۳ھ میں انتقال ہوا۔

(ی) شاہ صابر:

ان کا نام غلام علی تھا۔ یہ مارہرہ کے رہنے والے تھے ان کا انتقال ۱۱۶۷ھ میں ہوا۔

(ک) شاہ جمیعت:

مارہرہ کے رہنے والے کنبوہ تھے۔

(ل) حسین بیراگی:

یہ قوم کے سنار تھے اور ہندی میں شاعری کرتے تھے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(م) شاہ صادق:

حضرت شاہ برکت اللہ کے چہیتے خلیفہ تھے قصبہ بھرگین ضلع ایٹہ میں انتقال ہوا اور وہیں مزار ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے خلفاء تھے۔

سید شاہ برکت اللہ کی خدمات:

سید شاہ برکت اللہ الملقب بہ صاحب البرکات با کرامت بزرگ تھے۔حضرت کے ہم عصر تذکرہ نگاروں نے ان کی بے شمار کرامات کا تذکرہ کیا ہے مگر صرف کرامت ولایت کی دلیل نہیں ہوتی۔ولایت تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کا مقدر ہوتی ہے لہٰذا اگلے صفحات میں ہم کرامات کے ذکر سے احتراز کرتے ہوئے شاہ برکت اللہ کی ان تعلیمات کا تذکرہ کریں گے جو ان کی تصانیف میں ملتی ہیں۔

انتقال:

شاہ برکت اللہ کا وصال شب عاشورہ محرم الحرام ۱۱۴۲ھ (مطابق ۱۷۲۹ء) کو مارہرہ میں ہوا۔میر غلام علی آزاد بلگرامی نے ''مآثر الکرام'' میں تاریخ وصال لکھی ہے ؎

تاریخ وصال او خرد کرد رقم
صاحب برکات واصل منزل قدس

۱۱۴۲ھ

ایک اور تاریخ وصال علامہ آزاد بلگرامی نے اس مصرع سے نکالی ؎

فنا فی اللہ شد آں پیر محرم

۱۱۴۲ھ

نواب محمد خاں بنگش مظفر جنگ نے شجاعت خاں نظم کے زیر اہتمام شاہ برکت اللہ کا روضہ تعمیر کرایا جو اب ''درگاہ شاہ برکت اللہ'' کے نام سے موسوم ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

علمی کارنامے

شاہ برکت اللہ کا دورعلوم وفنون کی ترقی کے لئے بے حد ساز گار تھا۔شہنشاہ وقت اورنگ زیب کو اسلامی علوم سے بے حد دلچسپی تھی۔اس کے حکم سے فقہ اسلامی کی مشہور کتاب ''فتاویٰ قاضی خاں'' مرتب کیا گیا۔شاہ صاحب کا بلگرام اس خطۂ پاک سے تعلق تھا جہاں علماء ظاہر اور علماء باطن کثیر تعداد میں موجود تھے۔اس دور میں اسلامی علوم کی تعلیم حاصل کرنا ضروری سمجھا جاتا تھا۔شاہ صاحب نے اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے قرآن، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی۔اس کے علاوہ عربی، فارسی اور سنسکرت کے کلاسیکی ادب کا بھی مطالعہ کیا۔شاہ صاحب نے گیتا، وید، اپ نشد اور ہندو فلسفے کو بہت اچھی طرح سمجھا۔اور یہ ضروری بھی تھا کیونکہ تبلیغ کے لئے دوسرے مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ ناگزیر ہے۔یہی وجہ ہے کہ شاہ صاحب کی تصانیف سے ان کی علمیت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

تصانیف:

''خاندان برکات'' کے مصنف حضرت شاہ اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ صاحب کی مندرجہ ذیل تصانیف بتائی ہیں۔''رسالہ چہار انواع، رسالہ سوال و جواب، عوارف ہندی، دیوان عشقی، پیم پرکاش ترجیع بند، مثنوی ریاض العاشقین، وصیت نامہ، بیاض باطن، بیاض ظاہر، رسالۂ تکسیر۔''

ان میں سے چند کی میں نے بھی زیارت کی ہے اور ان سے استفادہ کیا ہے۔اگلے صفحات میں ان تصانیف کا اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے۔

(میں آپ کے سامنے شاہ برکت اللہ کے ہندی دیوان ''پیم پرکاش'' کا تفصیلی مطالعہ پیش کرنے کی سعادت بھی حاصل کر رہا ہوں۔)

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

مثنوی ریاض عشق

یہ مثنوی فارسی میں لکھی گئی ہے۔ جو تیں صفحات پر مشتمل ہے اور کل پانچ سو ایک اشعار ہیں تمثیلی پیرائے میں شاہ صاحب تصوف کی تعلیم دے رہے ہیں۔ داخلی شہادت سے علم ہوتا ہے کہ یہ مثنوی ۱۱۰۹ھ سے پہلے لکھی گئی ہے۔ اس مثنوی کے شاعر نے صوفی فکر کا ایک خاکہ بنایا ہے۔ اور معاملات تصوف کو پیش کیا ہے۔ راہ سلوک کے مسافر کو منزل تک پہونچنے کے لئے جو ریاضت کرنا پڑتا ہے وہی اس مثنوی میں بیان کیا گیا ہے۔ پہلے حمد باری تعالیٰ ہے پھر نعت رسول مقبول ﷺ اس کے بعد صحابۂ کرام اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی منقبت بیان کی گئی ہے۔ اس کے بعد شاعر مثنوی لکھنے کے وجوہ بیان کرنے کے بعد داستان شروع کر دیتا ہے۔ قارئین کی خدمت میں بطور نمونہ چند اشعار پیش ہیں:

بنام آنکہ از ہر مذہب و کیش ...... لباس تازہ دارد در برخویش

ریاض عشق از عشقی بکن نام ...... برائے عندلیباں وا کن ایں دام

بہ لیلیٰ حسن ہا امداد کردی ...... ز مجنوں کوہ نجد آباد کردی

بہ مہ رویاں تو ناز آموز باشی ...... بہ عشاقاں نیاز آموز باشی

شرار عشق در اشعار ناید ...... بیانش بہ لب گفتار ناید

چو رمز عشق در گفتار بودی ...... خرد در محفل او یار بودی

عروض و قافیہ جز در خرد نیست ...... چو عشق آنجا تمیز نیک و بد نیست

خدایا تازہ کن ہر دم بہارش ...... بحق مصطفیٰ و چار یارش

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

دیوان عشقی

چوں کہ شاہ برکت اللہ فارسی میں عشقی تخلص کرتے تھے۔اس لیے ان کے فارسی شعری مجموعے کا نام دیوان عشقی قرار پایا (ان کا یہ دیوان فارسی میں ہے)۔ دیوان عشقی کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ شاعر ''ریاض عشق'' میں جن صوفیانہ افکار کا خاکہ بنا رہا تھا، وہ اب پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے۔

نمونہ:

بسوئے دلبر رعنا نگاہے کردہ ام پیدا
زبازوئے گدائے وصل شاہے کردہ ام پیدا
سراغ منزل جاناں نہ دیدم ہر طرف گشتم
بہ چاک سینہ اکنوں طرفہ راہے کردہ ام پیدا
گہے گریم گہے غلطم گہے در کوچہا گردم
بہ سامان محبت دستگاہے کردہ ام پیدا
کجا باد صبا گل می کند دلہائے پرخوں را
نسیم غنچہ اش دل راز آہے کردہ ام پیدا
شدم مستغنی از کون و مکان ہر لحظہ اے عشقی
براہش سر نہادم سر براہے کردہ ام پیدا

....

گزر دارو بہ ملک بے خودی جانے کہ من دارم
زدیر و کعبہ بیرونست ایمانے کہ من دارم
بخود چوں می روم جوش تجلی می شود پیدا
کہ دارد در حریم دل چراغانے کہ من دارم

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

رسالہ ''سوال و جواب''

یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس میں تصوف کے مسائل کی تشریح کی گئی ہے۔ رسالہ سوال و جواب میں شاہ صاحب کا تخاطب مسلمانوں سے ہے۔ مسلمانوں کے مذہبی مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ اور توحید کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔

نمونہ:

(۱) صوفی آں رامی گویند کہ بہ صفار سیدہ ہیچ کدور دغیر در دل و دیدہ او باقی نماندہ۔

(۲) آں جا کہ حسن حقیقی و مرتبہ جمع اہل تفرقہ از آں آ گاہی ندارد۔

داخلی شہادت کی بنا پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ رسالہ ۱۰۹ا؁ھ کے بعد تحریر کیا گیا۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ترجیع بند

ترجیع بند کی تصنیف بھی ۱۱۰۹ھ سے پہلے ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے شاعر کے ذہنی اور روحانی ارتقا کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جس حقیقت کی تلاش کی جارہی تھی وہ حاصل ہوگئی ہے۔ ترجیع بند میں شاعر ذہنی کشمکش سے نجات حاصل کر چکا ہے۔

نمونہ:

سالہا بر در دل نالہ و افغاں کردم
دیدہ را بہر تمنائے تو گریاں کردم

گاہ در مدرسہ ہا حل معما جستم
گاہ از معبد ہا جلوہ مولٰی جستم

گاہ از برہمن و گاہ زمومن گفتم
حالت درد زہر پیر وز برنا جستم

قصہ کوتاہ ز کسے عقدہ من حل نہ شدہ
پائے در دامن و دامن زتہ پاجستم

از طفیل دل دیوانہ کو بیتابی داشت
عشقیا تاز سر فکر چو خودرا جستم

حالتے رفت کو پنہا ہمہ پیدا گشتہ
شور منصور زہر پردہ ہویدا گشتہ

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

رسالہ چہار انواع

یہ رسالہ اٹھارہ صفحات پر مشتمل ہے اس کی تاریخ تصنیف ۴؍ذی الحجہ ۴ھ جلوس بہادر شاہی یعنی ۱۷۱۱ء ہے۔ اس رسالے میں چار فصلیں ہیں۔

فصل اول صوفی کے روزہ، نماز، حج، اور زکوٰۃ کے بارے میں ہے۔ فصل دوم صوفی کے کھانے، گفتگو کرنے، سونے اور مخلوق الٰہی سے تعلق کی نوعیت کے سلسلے میں ہے۔ فصل سوم صوفی کے دیکھنے، سننے، سخاوت اور خاموشی کے بارے میں ہے۔ فصل چہارم میں صوفی کے سفر کرنے کا طریقہ بیان کیا ہے۔ اس فصل میں درویش، فقیر، عوام، سالک اور کامل کی بطرز صوفیا تشریح بھی کی گئی ہے۔

چوتھی فصل کے بعد شاہ برکت اللہ نے اپنے صاحبزادگان سید آل محمد اور سید نجات اللہ کو نصیحتیں کی ہیں۔ اور ان پر سختی سے عمل کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ یہ نصائح ایک صحت مند عوامی زندگی کے لئے بہترین ہدایت نامہ ہیں نصائح مندرجہ ذیل ہیں:

(الف) خدا کی یاد میں مشغول رہو۔

(ب) اپنے ذاتی مقاصد کے حصول کے لئے کسی حاکم سے رجوع نہ کریں۔

(ج) ان لوگوں کے گھر ہرگز ہرگز نہ جائیں جو دنیا کے لہو ولعب میں لگے رہتے ہیں۔

(د) ان لوگوں سے ضرور ضرور ملیں جن کا ظاہر دین ودیانت سے آراستہ ہو۔

(ہ) زیارت قبور کے لئے حاضری ضروری ہے۔

(و) جہاد اکبر یہ ہے کہ نفس کے ساتھ ہمیشہ لڑتے رہیں۔

(ز) مخلوق کے محتاج نہ ہوں۔ دست طلب ہمیشہ خالق کائنات کی بارگاہ میں دراز کریں۔

(ح) علم وعمل کو اولیت دیں اور ان پر کبھی غرور نہ کریں۔

(ط) مخلوق الٰہی کے ساتھ نرمی سے گفتگو کریں۔

(ی) ہمیشہ یہ تمنا کریں کہ علم خالص اللہ کی مدد اور رسول اللہ ﷺ کے فیض سے ملے گا۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

عوارف ہندی

اس کے سن تصنیف کے بارے میں صحیح طور سے بتانا ممکن نہیں مگر داخلی شہادت سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عوارف ہندی شاہ برکت اللہ کی آخری تصنیف ہے یہ چونتیس صفحات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے شروع میں شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ وہ مدت دراز سے مارہرہ میں مقیم ہیں اور انہوں نے ہندی کی بہت سی ضرب الامثال عوام کی زبان سے سنی ہیں اور ان کے مطالب سمجھنے کی کوشش کی۔ جب شاہ صاحب کو ان ضرب الامثال میں معارف کے رموز اور حقیقت کے اشارے دکھائی دیے تو انہوں نے صاحبان حال کے وجدان کے مطابق ضرب الامثال کی تشریح لکھ دی تاکہ سننے والے غلط راستے پر نہ نکل جائیں۔ بلکہ اس کتاب کے مطالعہ سے ''حقیقت'' کی طرف جائیں۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ صاحبان دل اور اہل معرفت کے لئے ان باتوں کا بیان تحصیل حاصل ہے لیکن ان لوگوں کے لئے جن کی نظروں میں ہستی موہوم واضح نہیں ہے، تشریح کرنا فائدہ مند ہوگا۔

نمونہ:

''قرباں آں کسم کہ مریم صفت حیات ابدی عیسیٰ وار درکنارش نمودار است ''بھینسا بھینسوں میں یا کسائی کے کھونٹے'' قول عاشق است میروم نیک بحریفاں غیب ومختصر آنکہ ۔ ''یا جاں رسد بجاناں یا جاں زتن برآید'' ناچ نہ جانوں آنگن ٹیڑھا۔ دریں مثال حال مبتدی است صحن امکان کہ وصف او چہ جسم چہ جاں جملہ جہاں صورت اوست کج پنداشتہ یعنی غیرانگاشتہ واین نمی داند کہ درما قابلیت رقاص نیست وگر

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

نہ می گفت ''جوئی ناچ نچاوے سوئی نانچوں ناچ''۔ ع

گل شوی بلبلم و سر و شوی فاختہ ام

تشریح:

شاہ صاحب فرماتے ہیں: قربان ہوں اس کا کہ مریم صفت ابدی زندگی رکھنے والا عیسیٰ اس کی گود میں ہے۔ ظاہر ہے کہ بھینسا یا تو بھینسوں میں رہتا ہے یا قصائی کے کھونٹے پر۔ عاشق کا کہنا ہے کہ میں تو اپنے غیب کے ساتھیوں میں چلا۔ مختصراً یہ کہ یا تو جان محبوب تک پہنچ جائے یا جسم سے نکل آئے۔ ناچ سے نابلد ہوں (مگر بہانہ یہ کہ) آنگن ٹیڑھا ہے۔ یہ ناواقف کی کیفیت ہے۔ امکان کا صحن جو اسی کی صفت ہے، کیا جسم اور کیا جان پوری دنیا اسی کا وجود ہے۔ (صحن کو) ٹیڑھا خیال کیا یعنی غلط خیال کیا۔ اور یہ نہیں جانتا کہ ہم میں رقص کرنے کی صلاحیت ہی نہیں۔ ورنہ یوں کہتا کہ وہ جیسا نچائے گا میں ویسا نہ ناچوں گا۔ اگر تو پھول ہو جائے تو میں بلبل ہوں۔ اور اگر تو سرو ہو جائے تو میں فاختہ ہوں۔

عوارف ہندی میں جن امثال کی تشریح کی گئی ہے ان میں سے کچھ پیش خدمت ہیں:

(۱) کھچڑی کھائے دن بہلائے۔

(۲) دمڑی کی چنی نرالے ٹھاٹھ۔

(۳) ملدی بھٹیاری رووے کوتوال۔

(۴) من چنگا تو کٹھوتی گنگا۔

(۵) اندھا ملا پھوٹی مسیت۔

(۶) دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔

(۷) ناحق چوٹ جلاہا کھائے کرگھا چھوڑ تماسیں جائے۔

(۸) ننگی نہائے تو کیا نچوڑے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۹) پاؤ سیر کی لوکھڑی تین پاؤ کی پونچھ۔

(۱۰) بلی کے بختوں چھینکا ٹوٹا۔

(۱۱) اپنا دام کھوٹا تو پرکھیا کا کیا دوش۔

(۱۲) مرے پوت کی بڑی بڑی آنکھیں۔

(۱۳) شرکت کی ہانڈی بزار موں پھوڑی۔

(۱۴) ملا کی دوڑ مسجد تائیں۔

(۱۵) پھٹ پڑا وہ سونا جاسوں ٹوٹے کان۔

(۱۶) سانپ مرے، نہ لاٹھی ٹوٹے۔

(۱۷) ٹاٹ کا جامہ مونج کی بخیہ۔

(۱۸) مانگ کھانا مسیت موں سونا۔

اب سید شاہ برکت اللہ پیمی کے ہندی دیوان پیم پرکاش سے منتخب کلام مع تشریح پیش خدمت ہے۔ واضح رہے کہ تشریح عشق حقیقی کی روشنی میں کی گئی ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

صاحب البرکات کی عربی شاعری کا نمونہ

آپ نے عربی، فارسی اور ہندی تینوں زبان میں شاعری کی ہے اور کلام تصوف کے رنگ میں مکمل طور پر رنگا ہوا ہے۔ جس میں سلوک و معرفت کے رہ نوردوں کے لیے رہنما اصول ہیں۔ تخلص عربی اور فارسی میں عشقی فرماتے اور ہندی میں پیمی۔ عربی شاعری کا ایک نمونہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں بہ صورت سلام پیش کیا ہے۔

یاشفیع الوریٰ سلام علیك	یانبی الهدیٰ سلام علیك
اے مخلوق کی شفاعت کرنے والے آپ پر سلامتی ہو	اے ہدایت فرمانے والے آپ پر سلامتی ہو!
خاتم الانبیاء سلام علیك	سید الاصفیا سلام علیك
اے پیغمبر وں کی مہر آپ پر سلامتی ہو!	اے اصفیاء کے سردار آپ پر سلامتی ہو!
جئت یا مصطفیٰ سلام علیك	لك اهلی فد اسلام علیك
اے برگزیدہ نبی میں حاضر ہوں آپ پر سلامتی ہو	میرے اہل و اولاد آپ پر فدا ہوں آپ پر سلامتی ہو
اعظم الخلق اشرف الشرفا	افضل الاذکیا سلام علیك
اے مخلوق میں سب سے معظم شریفوں میں سب سے شرافت والے	پاکیزہ لوگوں میں سب سے افضل آپ پر سلامتی ہو
طلعت منك کوکب العرفان	انت شمس الضحیٰ سلام علیك
معرفت کا ستارہ آپ کی وجہ سے طلوع ہوا	آپ دن کا سورج ہیں آپ پر سلامتی ہو
کشفت منك ظلمة الظلماء	انت بدر الدجی سلام علیك

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

آپ کی وجہ سے سب تاریکیاں مٹ گئیں   آپ تاریکیوں کے لیے ماہ کامل ہیں آپ پر سلامتی ہو

احـــمـــد لیـــــس مثـلك احـــد   مـــرحبـــامـــرحبـــاسلام عـــليك
آپ کے مثل کوئی نہیں کہ آپ کا اسم گرمی احمد ہے   (واہ) کیاخوب آپ پر سلامتی ہو!

واجـــب حبك عـــلـــى الـــمـــخـــلـــوق   يـــاحبيـــب الـــعـــلـــى سلام عـليك

مـــطـــلبـــى يـــاحبيبـــى ليـــس سـواك   انـــت مـــطـــلـــوبـــنـــاسلام عـــليك
میرے محبوب میری حاجت آپ کے علاوہ اور نہیں   آپ میرے مطلوب ہیں آپ پر سلامتی ہو

مـــقـــصـــدى يـــاحبيبـــى ليـــس سـواك   انـــت مـــقـــصـــود نـــاسلام عـــليك
اے میرے حبیب میرا مقصد آپ کے علاوہ اور کچھ نہیں   آپ ہی ہمارے مقصود ہیں آپ پر سلامتی ہو

انك مـــقـــصـــد ى ومـــلـــجـــائـــى   انك الـــمـــدعـــاسلام عـــليك
بیشک آپ ہی میرا مقصد ہیں اور میری پناہ ہیں   بلاشبہ آپ ہی مقصود ہیں آپ پر سلامتی ہو

سيـــد ى يـــاحبيبـــى مـــولائـــى   لك روحـــى فـــد اسلام عـــليك
اے میرے آقا اے میرے محبوب اے میرے مولیٰ   آپ پر میری روح فدا ہو آپ پر سلامتی ہو

مهبـــط الـــوحـــى مـــنـــزل الـــقـــرآن   صـــاحـــب الاهتـــداسلام عـــليك
آپ ہی پر وحی اتری قرآن مجید نازل ہوا   اے رہنمائی والے آپ پر سلامتی ہو!

هـــذاقـــول غـــلامك الـــعـــشـــقـــىؔ   مـــنـــه يـــامـــصـــطـــفى سلام عـــليك
یہ آپ کے ایک ناچیز غلام عشقیؔ کی پکار ہے   اس کی طرف سے اے برگزیدہ نبی آپ پر سلام ہو(۷۰)

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

پیم پرکاش سے انتخاب کلام مع تشریح

دوہے (اشعار)

(۱)

گت تہاری ادھک ہے موہت سکے نہ گائے
جیوں کتان سم چند کے ٹوک ٹوک ہو جائے

(ت) یہ شعر توحید باری تعالیٰ کے بارے میں ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا بندے کے لئے ناممکن ہے جس طرح کتان (کپڑے کی ایک قسم) چاند کی روشنی سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے بندے کی زبان بند ہو جاتی ہے۔

(۲)

الکھ لکھے جب آپ کوں لکھے نہ راکے موہ
لکھیں پڑھیں کچھو ہوت نہ کہے تو لکھ دیوں توہ

(ت) اس شعر میں تکبیر اور لالچ سے کنارہ کشی کا پیغام ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ نور خداوندی کا جلوہ اسی وقت ممکن ہے جب بندہ اپنی 'انا' ترک کردے اور حرص سے اپنا دامن چھڑالے۔ صرف کتابیں پڑھنے سے خدا نہیں ملتا۔ علم ظاہر کے ساتھ علم باطن بھی ضروری ہے۔

(۳)

لکھیں سبئی لیکھیں نہیں موہن پران سہائے
الکھ لکھے کوٗ لاکھ موں لکھا لکھا تو کائے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خدا کی عظمت کا مکمل بیان ناممکن ہے۔ لاکھوں لوگوں میں سے ایک آدھ شخص ہی معرفت خداوندی حاصل کر پاتا ہے۔

(۴)

بے حد کی حد میم سوں بھئی پیم مد موئے
بلا میم احمد کہے اوکا کی حد ہوئے

(ت) یہ شعر نعتیہ ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ احد اور احمد میں میم کا فرق ہے۔اور اسی میم میں سارا عالم غرق ہو گیا ہے۔

(۵)

پانچو پانچو پانچیو بنی چار ہو ناتھ
باچو گے دکھ پاپ میں نانچو بینکنٹھ ماتھ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے لوگوں تمہارے لئے اہل بیت کی محبت لازمی ہے۔(اہل بیت میں سرکار دو عالم ﷺ، حضرت مرتضٰی علی کرم اللہ وجہ، بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شامل ہیں) سرکار دو عالم ﷺ ان چاروں کے سردار ہیں۔ اگر اہل بیت سے محبت رکھو گے تو تمہاری تکالیف اور گناہ دور ہو جائیں گے۔اور جنت میں ٹھکانا ہوگا۔

(۶)

ابی بکر اور عمر پن عثمان علی بکھان
ست بیت اور لاج ات بدیا بوجھ سجان

(ت) شاہ صاحب نے اس شعر میں حضرات چار یار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی امتیازی خصوصیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی بالترتیب سچ عدل، حیا اور علم کے اعلیٰ ترین

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

نمونے ہیں۔لہٰذا ان چاروں کی عزت کرنا ضروری ہے۔

(۷)

مورکھ لوگ نہ بوجھی ہیں دھیرم کرم کی چھین
اک تو چاہیں ادھک کے اک تو دیکھیں ہین

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خلفاء راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو باقی تین خلفاء سے افضل بتانا دانائی نہیں ہے۔

(۸)

ست جو جائے تو رہے کیا نیت گئیں سب جائے
لجیا بنا نلج ہے بن بدیا نہ اکھائے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ انسان میں سچ، عدل، حیا اور علم چاروں کا ہونا ضروری ہے۔ سچ کے نہ رہنے سے کچھ نہیں رہتا۔ عدل کے ختم ہو جانے سے سب کچھ غارت ہو جاتا ہے۔ شرم و حیا کے خاتمے سے آدمی بے شرم ہو جاتا ہے اور علم حاصل نہ کرنے سے انسان جانور بن جاتا ہے۔

(۹)

سادھن کہیو گرنتھ مدھ دھیاں گیان اپکار
نین بین نانسا سرون چاروں یار بچار

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے صوفیائے کرام کی تصانیف کے مطالعہ سے یہ نتیجہ نکالا کہ مذہب کی بنیاد عبادت پر ہے۔ اور چار یار (یعنی خلفاء راشدین) کی دین میں وہی اہمیت ہے جو انسان کے بدن میں آنکھ، زبان، ناک اور کان کی ہے۔ ان چاروں اعضا میں سے ایک بھی ضائع ہو جائے تو انسان کو مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسی طرح چاروں خلفاء کو برحق تسلیم کرنا ضروری ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۱۰)

بوجھو لوگو باورے دھرم کرم سب جائے
نین بین نانسا سرون جوان ایک بلائے

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے نادان لوگو اگر تم نے ان چاروں خلفاء میں سے کسی ایک کی بھی عظمت سے انکار کیا تو راہ حق سے بھٹک جاؤ گے۔

(۱۱)

پیمی جینہہ لوں چت چلے اپما کہئے گنبھیر
تا ہوتیں تم ادھک ہو شاہ محی الدین پیر

(ت) شاہ صاحب نے یہ منقبت کا شعر حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہٗ کی شان میں لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اے حضور غوث اعظم میں آپ کی خوبیاں بیان نہیں کرسکتا۔ کیوں کہ مجھے کوئی آپ جیسا صاحب کمال نظر نہیں آتا آپ کا مرتبہ بہت اونچا ہے اور میرا دماغ تو آپ کے مدارج سوچنے سے بھی عاجز ہے۔

(۱۲)

منسا جہاں نہ جات ہے کا ہو نہ ہوت نباہ
کاندھا دیا حبیب کوں تہاں محی الدین شاہ

(ت) یہ شعر بھی حضور غوث اعظم کی منقبت میں لکھا گیا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالقادر جیلانی نے سرکار دو عالم ﷺ کے قدم شریف اس جگہ اپنے کاندھو پر رکھے جہاں کسی عام شخص کا گذر بھی ممکن نہیں۔

(۱۳)

ہرؤ پیر من پھیر سب تم پیرن کے پیر
پوتھی کہوں سدھار کے نرمل ہوئے سر پر

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب بارگاہ غوثیت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ میری تمام مشکلات دور فرمادیں۔ اور میرے دل کو اپنے کمالات سے بھر دیں تا کہ میں سکون قلب کے ساتھ اپنی کتاب لکھ سکوں۔

(۱۴)

اورنگ جیب کے راج موں بھئی گرنتھ کی آس
پیمی نا نو بچار کے دھر لو و پیم پرکاش

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت اورنگ زیب کے دور حکومت میں اس کتاب کی تصنیف کا ارادہ کیا اور کتاب کا نام ''پیم پرکاش'' (عشق و محبت کی روشنی) رکھا۔

(۱۵)

ہم باسی سری نگر کے آئے بسے سب چھور
مارہرے نگر موں جہاں ساہ نہیں چور

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہم اصلاً سری نگر (بلگرام ضلع ہردوئی اترپردیش) کے باشندے ہیں۔ مگر اب ہم نے سب کچھ بلگرام میں چھوڑ کر مارہرہ (ضلع ایٹہ اترپردیش) کی سکونت اختیار کرلی۔ مارہرہ میں شرفاء بہت کم ہیں اور چوروں کی کثرت ہے۔

(۱۶)

ہم پورب کے پوربیا جات نہ بوجھے کوئے
جات پانت سو بوجھئے جودھر پورب کا ہوئے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہم پورب کے رہنے والے ہیں (اور یہاں آئے ہوئے زیادہ مدت نہیں گذری)۔ اس لئے ہمارے خاندان سے کوئی اچھی طرح واقف نہیں۔ ہمارے بارے میں تفصیلی معلومات وہی شخص دے سکتا ہے جو خود بھی

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

پورب کا رہنے والا ہو۔

(۱۷)

سہنس روپ یا گرنتھ بدھ ڈارے نورس سان
ست مت سوں تم بانچیوں سمت کرے بکھان

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب (پیم پرکاش) بہت محنت سے لکھی ہے اور اس میں طرح طرح کی خوبیاں شامل کی ہیں۔ وہ پڑھنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کی کتاب کو مکمل توجہ سے پڑھا جائے وہ اس کتاب کا سن تصنیف ۱۱۰۹ھ بتاتے ہیں۔

(۱۸)

دوھی من دیت ترنگ نت رنگ رنگ بستار
کوٗ ترنگ موتی سہت کا ہو سنگ سیوار

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل ایک سمندر کی طرح ہے جس میں طرح طرح کی خواہشات کی لہریں اٹھتی ہیں کسی لہر کے ساتھ موتی آتے ہیں۔ اور کوئی لہر اپنے ساتھ کائی لاتی ہے۔ شاعر کا کہنا ہے کہ تمام خواہشات ایک ہی جیسی نہیں ہوتیں۔

(۱۹)

تن نرمل کر بوجھئے من کی ادھیکی سیکھ
وہو معکم کے بھید سوں پھر پھر آپہی دیکھ

(ت) شاہ صاحب قلب کی صفائی کے لئے بدن کی پاکیزگی اور طہارت کو بھی ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ قرآن پاک کے اس مقولے پر ایمان رکھنا ضروری ہے کہ تم جہاں بھی ہو اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۲۰)

ہیرت ڈورت جنی پھرو رہو گپھا میں بیٹھ
فی انفسکم بوجھ کے الٹ آپ میں بیٹھ

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں، لوگ خدا کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں، ادھر ادھر بھاگنا بیکار ہے۔ انہیں اپنے دل میں خدا کا نور تلاش کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نور تو قلب مومن میں جلوہ افروز ہوتا ہے۔

(۲۱)

ان اللہ بکل شئی ایسین بھیو محیط
روئی تار جیوں چیر موں تیوں جگ موں جگ میت

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ خدا کی قدرت کے جلوے ساری دنیا میں دکھائی دیتے ہیں۔ جس طرح کپڑے میں روئی کے تار ہوتے ہیں اسی طرح کائنات میں اللہ تعالیٰ کے جلوے دکھائی دے رہے ہیں۔

(۲۲)

ان اللہ بکل شئ ایسیں بھیو محیط
جیسے سورج کرانت سوں جگمگ ہوت بسیط

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جس طرح سورج کی روشنی سے دنیا میں اجالا پھیلا ہوا ہے اسی طرح خدا کی قدرت نے دنیا کو اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔

(۲۳)

لا الہ کو دور کر راکھو الا اللہ
مکت ہوئے گی نیک موں من کنڈے کھاہ

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب توحید پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

کہ بندے کو یہ گمان بھی نہیں کرنا چاہئے کہ ''اللہ نہیں ہے'' بلکہ اللہ تعالیٰ پر مکمل ایمان رکھنا چاہئے۔ یہی اعتقاد نجات کا ذریعہ ہوگا اور دل کو خوشی بھی حاصل ہوگی۔

(۲۴)

لا اله اونچے کہو نیچے الا اللہ
آوا کون بچار کے دیکھو کہ اتساہ

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب نے 'ذکر نفی و اثبات'' کی تعلیم دی ہے۔

(۲۵)

الپ نیند بھو جن الپ ملن ہلن جگ مانہہ
کلپ کرددھ کوں دور کرتب بیٹھیں دے نانہہ

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب نے ''سلوک'' کی تعلیم دی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے کم کھانا اور کم سونا ضروری ہے۔ راہ سلوک کے مسافر کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ گوشہ نشینی اختیار کر کے (دنیا داروں کی ملاقات سے پرہیز کرے) غصہ کو ترک کرے اور خواہشات نفسانی پر قابو پائے۔ یہ سب کئے بغیر راہ سلوک کا طے کرنا ناممکن ہے۔

(۲۶)

گھٹ موں مدھورے کھانڈے ہے ماکھن کو بستار
لیھ گیان کو بیجنا اکر ت دیھ بڈار

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب سالک، سلوک کے مراحل طے کرتا ہوا منزل کے قریب پہونچتا ہے تو نفس خواہشات سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ شاعر نے نفسانی خواہشات کو مکھیوں سے تشبیہہ دی ہے۔ شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ ان مکھیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے علم کے پنکھے کا استعمال ضروری ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۲۷)

تو لا بھوں نیناں کرو باٹ پیم کے کھول
کر سمجھو تا گیاں سوں درسن نگ نت تول

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ محبوب کا جلوہ اسی وقت ممکن ہوگا جب آنکھوں کی ترازو بنائی جائے، عشق کے بانٹ بنائے جائیں اور علم حاصل کر لیا جائے۔اس اہتمام کے بعد ہی محبوب کا دیدار ہوسکتا ہے۔

(۲۸)

بھوکھ میں اورے بھوکھ ہے پیاس میں اورے پیاس
نیند میں اورے نیند ہے پونچھو گرو کے پاس

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ راہ سلوک کے مسافر کی بھوک، پیاس اور نیند مختلف ہوتی ہیں۔سالک کو ہر جگہ اور ہر وقت اپنا مقصود دکھائی دیتا ہے۔مرشد کامل کی توجہ اور رہنمائی کے بغیر منزل مقصود تک پہنچنا ناممکن ہے۔

(۲۹)

جو کایا تم سب لکھو تا میں کایا اور
یہ ابلا ات چھین ہے واکے بل میں کور

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کا بدن تو فانی ہے۔اس جسم کے اندر جو روح موجود ہے وہ امر ہے۔

(۳۰)

پیمی ہندو ترک موں ہر رنگ رہو سمائے
دیول اور مسیت ہوں دیپ ایک ہیں بھائے

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب ہندو مسلم ایکتا کی تعلیم دیتے ہیں وہ کہتے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہیں کہ ہندو اور مسلمان دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی قدرت کے جلوے دونوں میں ملتے ہیں۔مندر اور مسجد میں جلائے جانے والے چراغ ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں۔

(۳۱)

مارک سند پریم کے جایو چاہے کوئے
مگر مچھ کے بدن میں پرتھم بسیرو ہوئے

(ت)شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عشق کا راستہ بہت مشکل ہے اور اس راستہ پر چلنے والے کو بڑی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے یوں سمجھنا چاہئے کہ سمندر میں جانے والے کو مگر مچھ سے مقابلہ کرنا پڑے گا (دنیا کی مثال مگر مچھ سے دی ہے جو ہر وقت اپنے جبڑے پھیلائے نگلنے کو تیار ہے) وہ کہتے ہیں کہ دنیا کی ہوس کو ترک کرنے کے بعد خدا تک پہونچنا ممکن ہے۔

(۳۲)

پیمی ہر درسن للت پھول رہی پھلوار
فی السموات والارض موں دیکھو آنکھ پسار

(ت)شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اگر تم خدا کے جلوے دیکھنا چاہتے ہو تو آنکھیں کھول کر دیکھو۔اللہ تعالیٰ کا نور تمام آسمانوں اور زمینوں میں پھیلا ہوا ہے۔

(۳۳)

پیمی یہ جگ پیکھنا بھرم اوٹ دئیں لال
نور محمد دیپ سوں دیکھو ہر کے کھیال

(ت)شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے سرکار دو عالم ﷺ کو سہارا بنانا ضروری ہے۔رسول اللہ ﷺ ہی کو

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

وسیلہ بنا کر خدا تک رسائی ممکن ہے۔

(۳۴)

پیمی تن کے نکر موں جو من پہرا دیہہ

سو دے سدا آنند سوں چورنہ مایا لیہہ

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ نفس امارہ پر قابو رکھنا ضروری ہے کیونکہ یہ انسان کو بربادی کے راستے پر لے جانے کی کوشش کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جسم کو دل کا حکم ماننا چاہیے۔ اگر انسان ضبط نفس سے کام لے تو وہ ہمیشہ مطمئن رہے گا اور شیطان اسے گناہ میں مبتلا نہیں کر سکے گا۔

(۳۵)

سدھ آوے جب منت کی ہوت سرت میں این

موتی مالا آنسو کی نوچھاور کریں نین

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب مجھے اپنے مرشد کا خیال آتا ہے تو ان کی صورت میری آنکھوں میں آجاتی ہے اور میری آنکھیں آنسوؤں کے موتیوں سے بنا ہوا ہار مرشد پر نچھاور کرنے لگتی ہیں۔

(۳۶)

جب درسن پرسن کروں جان مان سکھ لیہوں

دیہہ ناوز من مانتے کیسے گن گن دیہوں

(ت) شاہ صاحب کو اپنے مرشد سے بے پناہ عقیدت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب مجھے مرشد کی زیارت نصیب ہوتی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی جان بھی نثار کردوں۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۳۷)

برہا درجی چیر من ٹوک ٹوک کیو پھار
پیم پیت کے تار سوں جو رو نیک مرار

(ت) شاہ صاحب فراق کو درزی اور دل کو کپڑے سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مرشد کی دوری نے میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اپنے پیر کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ عشق و محبت کے دھاگے سے میرے دل کی سلائی کر دیں۔

(۳۸)

ہم رباب سر سبد تم ہم چکئی تم ڈور
جت جت کھینچو تت پھروں جو بو بوسوئی کھور

(ت) شاہ صاحب اس شعر میں اپنے پیر سے والہانہ عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میری مثال رباب کی طرح ہے اور آپ اس رباب کے راگ ہیں۔ میں لٹو کی طرح ہوں۔ جس کی ڈور آپ ہیں مجھے آپ سے بے پناہ محبت ہے۔ آپ مجھے جس راستے پر چلانا چاہیں گے میں اسی راستے پر چلنے کو تیار ہوں۔ آپ کے احکام پر عمل کرنا میری زندگی کا مقصد ہے۔

(۳۹)

برہ وانونس دن کرے ٹھور ٹھور کئے گھائے
اب نٹھرائی جن کرو پیارے لیہہ بچائے

(ت) شاہ صاحب اپنے مرشد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میں آپ سے دور رہ کر ہجر کی آگ میں جل رہا ہوں اور مجھے دن رات بیقراری ہے۔ اس کیفیت سے میرا بدن زخمی ہو گیا ہے اب آپ میرے حال پر توجہ فرمائیے۔ اور ہجر زدہ کو اپنا جلوۂ زیبا دکھایئے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۴۰)

چا ترک دا در کو کالا سبن کیو مبل کوہ
تمہری پیاری جان کے ماریں ڈارت موہ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مینڈھک، پپیہا اور کوئل میرے حال سے واقف ہیں اور انہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا ہے کہ میرے مرشد مجھ سے دور ہیں۔ (برسات کا موسم آ گیا) ان سب نے مل کر شور مچانا شروع کر دیا ہے جس سے دوری کی آگ اور تیزی سے بھڑکنے لگی ہے۔

(۴۱)

برہ چاہ دوؤ کٹھن کیجئے کرپا برہمب
بھٹ سورا نت لرت ہیں تن کینو رن کھمب

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ مرشد سے دوری اور قربت دونوں تکلیف دہ ہیں۔ (مرشد کا قرب حاصل ہوتا ہے تو دوسرے مرید رشک کرتے ہیں) وصل و فراق دونوں نے میرے بدن کو میدان جنگ بنا کر لڑائی شروع کر دی ہے۔

(۴۲)

پاپ پن کوں ناں رکھے پن پاپ کرے ہین
گھورا گھورا لرت ہیں ہم موچی کی جین

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب آدمی گناہ کرتا ہے تو اس کی نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں اور نیک کام کرتا ہے تو گناہ کم ہونے لگتے ہیں نیکی اور بدی میں لڑائی ہوتی ہے تو فتح نیکی کو حاصل ہوتی ہے۔

(۴۳)

ہم سیسی تم مدسرا ہم درپن تم روپ
ہوئے نہ رئیتی ایک چھن چتو وپیارے بھوپ

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب مرشد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ میں شیشی کی طرح ہوں اور آپ اس شیشی میں بھری شراب معرفت ہیں۔ میری مثال آئینے کی طرح ہے اور اس آئینے میں نظر آنے والا عکس آپکا ہے۔ آپ کا تصور ہر وقت میرے دل میں رہتا ہے۔

(۴۴)

من پنچھی تن پنجرا لیو بسیرو آئے
چارد پانپ درس کو جب ہر دیود کھائے

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل پرندے کی طرح ہے جس نے بدن کے پنجرہ کو اپنی رہائش گاہ بنالیا ہے۔ راہ معرفت طے کر کے منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے عبادت کرنا ضروری ہے۔

(۴۵)

سلو بانس پریم کو من نٹوا کوں پیل
جو نا نٹے تو نٹ نہیں بہ ٹ با جی کھیل

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ محبوب حقیقی تک پہنچنے کا راستہ بہت طویل ہے جس راستے کو ہمت والا ہی طے کرتا ہے۔ دل کو اس راستے پر زبردستی چلانا پڑے گا۔ عابد و زاہد وہی ہے جسے عرفان عشق ہو جائے ورنہ یہ سب شعبدہ بازی ہے۔

(۴۶)

تم سورج ہم دیپ نس اجگت کہے سنائے
بن دیکھیں نہیں رہ سکوں دیکھیں رہو نہ جائے

(ت) شاہ صاحب مرشد کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ آپ سورج کی طرح روشن ہیں۔ اور میری حیثیت چراغ کی سی ہے جب تک آپ کی زیارت مجھے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

نصیب نہیں ہوتی ہے بیقرار رہتا ہوں اور جب آپ کی زیارت ہو جاتی ہے تب بھی بیقراری میں کمی نہیں آتی۔ (یہ خیال آتا ہے کہ مرشد سے پھر جدائی ہو جائے گی)

(۴۷)

نس دن جھڑ لا یو چکھن سمیو بھیو انوپ
بوند بوند میں جھلملے پیمی پیہ کو روپ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آنکھوں سے دن رات آنسوؤں کی بارش ہوتی ہے کیوں کہ میں اپنے محبوب سے دور ہوں اور اب تو جدائی میں یہ حال ہو گیا ہے کہ ہر آنسو میں محبوب کی تصویر نظر آتی ہے۔

(۴۸)

تر بنی کے پاٹ موں بیٹھو من چت لائے
دھوئے جائیں گے پاپ سب پر سولا لن پائے

(ت) اس شعر میں مراقبے کی کیفیت اور اس کے فوائد کا ذکر ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مراقبہ مکمل اطمینان کے ساتھ کرنا چاہیے۔ جب مراقبہ میں کامیابی حاصل ہوگی اور مرشد کا تصور دل میں قرار پا جائے گا تو تمام مصیبتیں دور ہو جائیں گی اور سارے گناہوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۴۹)

لریں سور جیتیں نہیں میا موہ لئیں اوٹ
سورا سوئی سرا ہیۓ کرے نسانے چوٹ

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ بڑے بڑے سورما حرص و ہوس سے جنگ کر رہے ہیں۔ وقتی طور سے حرص و ہوس کا خاتمہ ہو جاتا ہے اصلی بہادر تو وہ ہے جو ہمیشہ خواہشات نفسانی کو اپنے قابو میں رکھے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۵۰)

ہوں چکئی واسفد ھ کی جہاں نہ سورج چند
رات دوس نہیں ہوت ہے نا دکھ ناھ آنند

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سلوک کی تمام منزلیں طے کرنے کے بعد میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں انسانی جذبات ختم ہو جاتے ہیں۔سورج کی روشنی، چاند کی ٹھنڈک سکھ کی خوشی اور دکھ کی تکلیف میرے لئے بے معنی ہوگئی ہیں۔ اب مجھے عرفان ذات ہو گیا ہے۔

(۵۱)

من پارا تن کی کھرئی دھیان گلن رس موئے
برنہہ اگن سوں پھونک دے نرمل کندن ہوئے

(ت) اس شعر میں صفائی قلب کا طریقہ بیان کیا گیا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ دل پارے کی طرح بے قرار رہتا ہے لہٰذا اسے بدن کی کوٹھری میں قید کر دو پھر اس میں علم وعبادت کا عرق ڈالو اور ہجر کی آگ سے ان سب کو جلا دو۔اس طرح دل کو پاکیزگی حاصل ہو جائے گی۔

(۵۲)

پانچو پانچو بس کرو پانچو من کے بھائے
پانچو کے اگیان سوں نانچو سننے جائے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ اے لوگوں اپنے دل کی گہرائی میں جا کر ہی عرفان ذات ہوتا ہے جب خواہشات نفسانی پر قابو پا لیا جاتا ہے تبھی گمراہی سے بچنا ممکن ہے۔روحانی خوشی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب حرص وہوس، لالچ اور غصہ پر قابو پالیا جائے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۵۳)

پانچ بھوت بھوتت سدار ہے نہ من موں ٹیک
نپٹ سیانے موہناں منتر پھونکو نیک

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کی تخلیق آگ، پانی خاک اور ہوا سے کی گئی ہے۔ انسان کی خواہشات اسے ہمیشہ فکر مند رکھتی ہیں۔ مرشد کامل کی نگاہ عنایت سے ہی نجات کا راستہ ملتا ہے۔

(۵۴)

من بھونرا منات نمت تم انبج مکھ کاج
جیوں پتنگ پردیپ سوں جات نہ کھبوں بھاج

(ت) شاہ صاحب اپنے مرشد کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ میرا دل بھونرے کی طرح ہے جو آپ کے کمل جیسے سفید چہرے کے گرد منڈلاتا رہتا ہے۔ میں پروانہ ہوں اور آپ شمع ہیں۔ جس طرح پروانہ شمع سے محبت کرتا ہے اسی طرح میں بھی آپ کا عاشق زار ہوں۔

(۵۵)

لالن کی جہاں سیج ہے درجن تہاں کریر
ملہیں کیسے اے سکھی دیپک ترے اندھیر

(ت) اس شعر میں قاری کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ مرشد کامل تک رسائی گو کہ انتہائی مشکل امر ہے مگر طلبِ صادق کے ذریعے سے آسان بنایا جاسکتا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بظاہر مرشد تک پہنچنے کا راستہ کٹھن ہے کیونکہ راستے میں نفسانی خواہشات پریشان کرتی ہیں مگر جن کی طلب سچی ہے وہ بآسانی مرشد کامل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں جن کی طلب میں کھوٹ ہے ان کی مثال اس چراغ جیسی ہے جس کے نیچے اندھیرا ہوتا ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۵۶)

گاڑھی گاڑھ اساڑھ کی سڈھانہ پوروکین
گرج گرج بدرا اٹھیں کریں کریجا چھین

(ت) یہ شعر ''بارہ ماسے'' کا ہے اور اس میں وہ کیفیت بتائی گئی ہے جو محبت کے فراق میں عاشق پر طاری ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اساڑھ کا مہینہ آ گیا اور کالے بادل چھا گئے اس موسم میں مجھے اپنے مرشد بہت یاد آتے ہیں (موسمی کیفیات کا عاشق پر بہت اثر ہوتا ہے) مرشد نے آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ تشریف نہیں لائے اور بادلوں کے گرجنے سے میرا کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

(۵۷)

ات ساون ات نین ہیں ات گرجن ات آہ
اتہہ کوک ات ہوک ہے سکو تو لیہو نباہ

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ساون کا مہینہ آ گیا، ایک طرف بادل برستے ہیں دوسری طرف میری آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش ہو رہی ہے ادھر بادل گرج رہے ہیں ادھر میں آہیں بھر رہا ہوں۔ ادھر تو کوئل کوک رہی ہے اور ادھر میں اپنے محبوب کی یاد میں تڑپ رہا ہوں۔ میرے مرشد! مجھے آپ اپنا جلوہ دکھا دیجئے تا کہ مجھے قرار آ جائے۔

(۵۸)

چٹکی دھوپ کنوار کی کارے ہوت کرنگ
ایسے سمے بدیس کوں چلو نہ چھاڈو سنگ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ کنوار کی تیز دھوپ سے ہرن تک کالے ہو گئے ہیں۔ ایسے سخت موسم میں آپ پردیس جانے کا ارادہ ترک فرما دیں۔ اور میرے قریب ہی رہیں۔ شاہ صاحب کا تخاطب اپنے مرشد سے ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۵۹)

آئے راج کنوار نہ آیو ماس کنوار
چٹکی دھوپ نہ سہہ سکوں تیسوئی مارت مار

(ت)شاہ صاحب کہتے ہیں کہ کنوار کا مہینہ بھی آ گیا مگر مرشد ابھی تک تشریف نہیں لائے۔ دھوپ کی تمازت کو میں برداشت نہیں کرسکتا کیونکہ جذبۂ عشق نے مجھے بے چین کردیا ہے۔

(۶۰)

آیو پوس بھاؤ نوں اوس پرے سب رین
روس رہے من موہنا موس لیو سب چین

(ت)شاہ صاحب کہتے ہیں کہ پوس کا مہینہ آ گیا ہے جس میں رات بھر اوس پڑتی ہے۔شاید میرے مرشد مجھ سے ناراض ہیں۔(اسی لئے تو وہ نہیں آئے) اور میرا صبروسکون ختم ہوگیا ہے۔

(۶۱)

ہم کوں دوئی بیساکھ میں لئیں کہت ہوں ساکھ
ایک تپن بیساکھ کی برہ تپن ہے لاکھ

(ت)شاہ صاحب کہتے ہیں کہ بیساکھ کا مہینہ میرے لئے دگنا تکلیف دہ ہے۔ایک تکلیف تو موسم کی گرمی سے ہےاوردوسری تکلیف مرشد سے دوری کی ہے۔

(۶۲)

بارہ مانسا کیا کہے موہ نہ آوت سانس
بیتت برہا کٹھن میں پل پل بارہ مانس

(ت)شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سال کے بارہ مہینوں کی کیفیات کہاں

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ:البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ،علی گڑھ(مشاہدرضوی)

تک بیان کروں۔ ہجر وفراق کی وجہ سے مجھے تو ایک ایک لمحہ بارہ مہینے جیسا لگتا ہے۔

(۶۳)

جیسوئی برہا کٹھن ہے تیسوئی باڑھت پیت
پیمی دوؤ لڑت میں دیکھیں کا کی جیت

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ مرشد سے دور رہ کر میری محبت اور زیادہ بڑھ گئی ہے۔ عشق اور ہجر میں جنگ ہو رہی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ فتح کس کے مقدر میں ہے۔

(۶۴)

جہاں پیت تہاں برہ ہے جہاں سکھ دکھ کر دیکھ
جہاں پھول تہاں کانٹ ہے جہاں ورب تہئیں سیکھ

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ محبت میں فراق بھی ضروری ہے۔ سکھ کے ساتھ دکھ بھی ضروری ہے۔ پھولوں کے ساتھ کانٹوں کی موجودگی بھی ضروری ہے۔ اور خزانے پر سانپ کا ہونا بھی ضروری ہے۔

(۶۶)

جٹار کھائی سیس پر الٹی کینی بانہہ
نشانا الٹی نا کری کیسین نہیں نانہہ

(ت) شاہ صاحب ظاہر داروں کو تنبیہہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ صرف زلفیں بڑھانے سے کوئی صوفی نہیں ہو جاتا۔ درویشی کے لئے ہوس کو ترک کرنا ضروری ہے تبھی اللہ کی رضا وخوشنودی حاصل ہوگی۔

(۶۶)

موہ کوہ من موں بھرے پیم پنتھ کوں جائے
چلی بلائی جج کوں نو سے چوہے کھائے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ حرص اور غصہ سے نجات حاصل کئے بغیر کوئی شخص اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا چاہے تو اس کی مثال اس بلی کی طرح ہے جو نوسو چوہے کھا کر حج کا ارادہ کرے۔ خدا تک پہونچنے کے لئے حرص اور غصہ کو ترک کرنا ضروری ہے۔

(۶۷)

ٹاریں ٹرت نہ اے سکھی برہ رئیوتن چھائے
رنیاں کے گھر بیو ہراسات سیر کو کھائے

(ت) اس شعر میں فراق مرشد کو قیامت سے تشبیہ دیکر ہجر کی قیامت خیزی اور تکلیف بیان کی گئی ہے۔ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ فراق نے میرے بدن میں ٹھکانا بنالیا ہے۔ میں فراق سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں مگر وہ تو ایسے اڑ گیا ہے جیسے قرض دار کے گھر مہاجن دھرنا دے دیتا ہے۔ (فراق میرا پیچھا نہیں چھوڑتا)۔

(۶۸)

برہ اکن تن سنچرئے کرے نہ کبھوں اوت
وہ پرلو تب ہوئے گی ہم کوں اب ہیں ہوت

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ ہجر کی آگ نے پورا جسم جلاڈالا اور جلن میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اصل قیامت تو اپنے وقت پر آئے گی۔ ہمارے لئے تو یہی وقت قیامت کی طرح ہے۔

(۶۹)

ایسوں برہا دہت ہے پرلوں پرلو ہوئے
برلو ملن نہ دیہہ کو برلو بوجھے کوئے

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آتش فراق اتنی تکلیف دہ ہے کہ مجھے ہر

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

لمحہ قیامت لگ رہا ہے۔ جب تک اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر نہیں ہوں گا، میری یہی حالت رہے گی۔

(۷۰)

بیکنٹھا ہے سنتن کو نرک استے جانہہ
ہم کوں موہن چاہئیں ملے جو بھر بھر بانہہ

(ت) اس شعر میں صوفیا کا طریقہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ جنت کی خواہش یا دوزخ کے ڈر سے عبادت نہیں کرتے بلکہ ان کا ہر فعل صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے ہوتا ہے۔ وہ راضی بہ رضائے مولیٰ ہوتے ہیں۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنت نیکی کرنے والوں کا مسکن ہے اور دوزخ بدکاروں کا ٹھکانہ ہے۔ ہمیں تو صرف رضائے الٰہی درکار ہے، جو ہمارا رب چاہے گا ہم اسی میں خوش ہیں۔

(۷۱)

بیکنٹھا ہم میں بسے نرک بسے ہم سنگ
پن پاپ جوئی چاہئے ڈھونڈھ لیھ سوئی رنگ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنت اور دوزخ دونوں انسانوں کے اعمال کا نتیجہ ہیں اگر انسان نیک کام کرے تو جنت کا حق دار ہے اور برے کام کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے۔ اب یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ نیک کام کرے یا بدکاری میں مبتلا رہے۔ گویا شاہ صاحب لوگوں کو جنت کی بشارت اور دوزخ سے ڈرا کر انہیں اصلاحِ عمل کی ترغیب دے رہے ہیں۔

(۷۲)

ہم کسان ہت کھیت کے بوویں دھیان کے دھان
لونیں گیان کے ہاتھ سوں ہوئے درس کھلیان

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہماری مثال اس کسان کی طرح ہے جس نے دل کے کھیت میں عبادت کے دھان بو دیئے ہیں۔ جب علم کے ہاتھوں سے فصل کاٹی جائے گی تبھی کھلیان (منزل مقصود) تک پہنچ سکیں گے۔ شاہ صاحب کے نظریہ کے مطابق علم کے بغیر عبادت اور عبادت کے بغیر علم دونوں فضول ہیں۔ گویا علم اور عبادت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

(۷۳)

تجو کٹم کو ہیت ہت کرت پیم کی ہان
سونا لے کیا کیجئے جا سوں ٹوٹے کان

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ درویشی اختیار کرنے کے لئے گھر سے ناتا توڑنا ضروری نہیں ہے (کیونکہ درویش تو دلوں کو جوڑتا ہے) گھر بار چھوڑ کر رشتہ داروں سے ناتا توڑ کر جو درویشی اختیار کی جاتی ہے اس کی مثال اس سونے کی طرح ہے جس سے کانوں کو نقصان پہونچتا ہے۔ (زیور پہننے کا مقصد تو خوبصورتی میں اضافہ کرنا ہے)۔

(۷۴)

تو میں میں تو ایک ہیں اور نہ دوجا کوئے
میں تو کہنا جو چھٹے وہی وہی سب ہوئے

(ت) اس شعر میں وحدت الوجود کا بیان کیا گیا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جب تک ''من وتو'' کا فرق رکھا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ تک رسائی مشکل ہے جب اس فرق کو مٹا دیا جائے گا تبھی اللہ کا دیدار نصیب ہوگا۔

(۷۵)

بیج برچھ نہیں دوئے ہیں روئی تار نہیں دوئے
دادھ ترنگ نہیں دوئے ہیں بوجھو گیانی لوئے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) اس شعر کا تعلق بھی وحدت الوجود سے ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بیج اور درخت، روئی اور کپڑا، دودھ اور دہی بظاہر مختلف چیزیں ہیں۔ مگر حقیقتاً ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور تو مومن کے دل میں ہوتا ہے۔ مگر یہ بات عالم وکامل ہی جانتے ہیں۔

(۷۶)

نئی ریت یا پیت کی نہلیں سب سکھ دیہہ
پاچھیں دکھ کی جیل موں ڈار کرئے تن گھیہہ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس محبت کا دستور ہی نرالا ہے۔ پہلے تو محبت کرنے والے کو خوشی حاصل ہوتی ہے لیکن رفتہ رفتہ محبوب کا عشق دل کو تکلیف پہونچاتا ہے۔ محبوب کے جانے کے بعد اس کی یاد میں دل تڑپتا ہے اور عاشق کو مصیبت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

(۷۷)

تم جانی کچھو پیم مگ، باتن باتن جائے
پنتھ میت کو کٹھن ہے کھیلو بھاگ بنائے

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ عشق ہنسی کھیل نہیں ہے اس میں بڑی زحمتیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ راہ عشق پر چلنا اور منزل تک پہونچنا بہت مشکل کام ہے۔

(۷۸)

کہا تو کیا جو ہوئے نہ ہوئے تو کہئے کوک
کہیں سنیں نہیں ہوت ہے گھولے ستوئے تھوک

(ت) اس شعر میں اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ صرف زبانی جمع خرچ سے اللہ کی رضا حاصل نہیں

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہوتی۔ رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے عبادت وریاضت ضروری ہے۔ جولوگ بغیر عبادت کئے اللہ تک جانا چاہتے ہیں ان کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جوتھوک میں ستوگھولنا چاہتے ہیں۔یعنی ناممکن کوممکن بنانا چاہتے ہیں۔

(۷۹)

من بھٹکو چھوں اور تیں آیو سرن تہار
کرونا کر کے نانوں کی کر یئے لاج مرار

(ت)شاہ صاحب اللہ تعالیٰ سے عرض کرتے ہیں کہ میرا دل چاروں طرف بھٹکنے کے بعد تیرے دامان رحمت میں پناہ لینا چاہتا ہے۔تو رحمان ورحیم ہے اپنی ان صفات کے طفیل میری لاج رکھ لے۔گوشاہ صاحب نے اس شعر کے ذریعے انسان کو دعا مانگنے کا ایک خوبصورت طریقہ عطا کیا ہے کہ بندہ اپنی طلب کے مطابق صفت الٰہی کا واسطہ دے دے انشاءاللہ دعا قبول ہو جائے گی۔مثلاً رحمت چاہئے تو صفتِ رحمٰن، رزق چاہئے تو صفت رزّاق، اورعلم وحکمت چاہئے توصفتِ علام الغیوم کے واسطے دعامانگے۔

(۸۰)

یومنون بالغیب کوں آنکھ موند من پیل
سیکھو گروسوں یہ جگت آنکھ مچونی کھیل

(ت)شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جولوگ اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے پر ایمان رکھتے ہیں، انہیں کی پیروی کرنا چاہئے۔(روحانی معاملات میں مراقبہ کی اہمیت پرزوردیا ہےاور یہ راستہ مرشد کامل ہی بتا سکتا ہے۔

(۸۱)

من یہدی اللہ جانیں کوں فلامضل لہ کوئے
نہچیں کے من جانیو اور نہ دو جا کوئے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے انہیں کوئی گمراہ نہیں کرسکتا۔ اور ہدایت دینا صرف خدا کا کام ہے۔

(۸۲)

من یضللہ جو ہر بھیو بھئی پاپ کی موٹ
فلا ہادی لہ ہونے نہیں کرو جتن کن کوٹ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردے اس کی لاکھ کوشش کے باوجود کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔ ہدایت دینا اور گمراہ کرنا صرف اللہ کی مرضی پر منحصر ہے۔

(۸۳)

من عرف نفسہ سے تیں بوجھو من کے بھیکھ
فقد عرف ربہ سنو نیریں ہر کو دیکھ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں جسے عرفان ذات ہوجاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت سے بھی واقف ہوجاتا ہے اپنے آپ کو پہچانے بغیر اللہ تعالیٰ کو صحیح طور سے نہیں پہچان سکتے۔

(۸۴)

من عرف ربہ کوؤ کل لسانہ ہوئے
وہ گت کا سوں کہہ سکے گونگے کو گڑ سوئے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی کا علم ہوجانے کے بعد انسان حیرت زدہ ہوجاتا ہے اور اس کی زبان پر تالے پڑ جاتے ہیں۔ اس شخص کی مثال اس گونگے جیسی ہے جو گڑ کھا چکا ہے (گونگا گڑ کے ذائقہ سے خود تو واقف ہوجاتا ہے مگر کسی اور کو نہیں بتا سکتا)۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۸۵)

بیری تو میں کٹھن ہے دیجے نانہ اگھائے
کتّا چوک چڑھایئے چا کی چاٹن جائے

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ہوس انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے اس لئے خواہشات پر قابو رکھنا چاہیئے۔ ہوس کے مارے ہوئے آدمی کی مثال اس کتے کی طرح ہے جسے آنگن میں بلایا جائے اور وہ آتے ہی چکی چاٹنے لگے۔ (یعنی نقصان پہونچائے)۔

(۸۶)

رہوں اکیلی موہناں گئے چھوڑ سکھ سات
بھلو ہو جیو برہ کو سنگ رہے دن رات

(ت) شاہ صاحب ہجر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تمام عیش و آرام عشق کے راستے میں میرا ساتھ چھوڑ گئے۔ خدا ہجر کا بھلا کرے جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔

(۸۷)

ہم پنتھ جانو کٹھن سر چاہت ہے پران
جانوں متھیا کہت ہوں یہی گوئے میدان

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ راہ عشق دشوار گزار ہے اس راستے کے مسافر کو جان ہتھیلی پر رکھنا پڑتی ہے۔ (عشق کھیل کا ایک وسیع میدان ہے) اس میدان میں خواہشات نفسانی کی گیندیں پڑی ہوئی ہیں۔ اور ہر شخص ان گیندں کے پیچھے دوڑ رہا ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۸۸)

چتا ساج ستیاں جریں بیٹھ اگن کے پاٹ
یہ برہا جن جانیو تامیں باتیں گھاٹ

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ خواہشات نفسانی کو عشق کی آگ میں جلا کر راکھ کر دینا چاہئے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہی منزل مقصود تک پہونچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(۸۹)

الانسان سرّی کہیو انا سرہ ہیت
بار جو راکھے کھیت کوں بارے راکھے کھیت

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور انسان کے لئے اللہ تعالیٰ راز ہے۔ (خالق ومخلوق کے باہمی رشتے کے مضبوط ہونے کا ذکر کیا گیا ہے) کھیت کی حفاظت کے لے حد بندی کرنا ضروری ہے کیونکہ حد بندی کئے بغیر کھیت اجڑ جائے گا۔

(۹۰)

تن ڈونگا من نوح سم تارو بیگ سجان
پل پل پربل پرواہ جل نینن کرت طوفان

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ بدن کشتی کی طرح ہے اور دل کی مثال حضرت نوح علیہ السلام جیسی ہے (حضرت نوح طوفان سے بچنے کے لئے کشتی میں سوار ہو گئے تھے) دل کی (حرص و ہوس سے) حفاظت کرنا ضروری ہے کیوں کہ آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش تیز ہوتی جارہی ہے۔ جس کی وجہ سے طوفان آ گیا ہے۔

(۹۱)

من جوگی تن کی مڑھی سیت گودری دھیان
نینا جل برہ دھوئیں بھچھا درسن جان

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب کہتے ہیں کہ دل ایک جوگی کی طرح ہے۔ جس کی رہائش گاہ جسم ہے۔ جوگی نے عبادت کی گدڑی اوڑھ لی ہے اور ہجر کے آنسوؤں سے غسل کر رہا ہے عبادت کرنے والا جوگی بھیک میں جلوۂ محبوب مانگ رہا ہے۔

(۹۲)

من اچھر تن پاٹکا جاہ پیم چٹ سار
گروسکھاوت دھیان سوں پنڈ ہوئے اپار

(ت) شاہ صاحب نے اس شعر میں مرشد کامل کی نگاہ کرم کی اہمیت کا بیان کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دل حرف کی طرح ہے اور بدن کی مثال تختی جیسی ہے۔ تختی اور حرف موجود ہیں لہٰذا عشق کے مدرسہ میں جانا چاہئے جہاں مرشد تعلیم دیتا ہے جس پر مرشد کی نظر عنایت ہوجائے گی وہی علم حاصل کر کے کامل ہوجائے گا۔

(۹۳)

سکھ نکھ تا کو برنئے جا میں ہر کو رنگ
سو چھب پائی جات ہے احمد محمد سنگ

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب اپنے مرشد شاہ فضل اللہ قدس سرہٗ کے والد ماجد میر سید احمد کالپوی کے حسن و جمال کا بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس شخص کا سراپا بیان کرنا چاہئے، جس میں خدا کی قدرت کے جلوے دکھائی دیں اور ایسی شکل وصورت تو میر سید محمد قدس سرہٗ کے صاحبزادے میر سید احمد کالپوی کی ہے۔ (مرید صادق اپنے مرشد کے چہرے میں خدا کا نور تلاش کرتا ہے)

(۹۴)

پورو سورو پیم مگ تا گر کے ہم داس
نگر ''کالپی'' ٹھانو ہے پجوت من کی آس

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(ت) شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں اس مرشد کا مرید ہوں جو سلوک کے تمام مراحل طے کر چکے ہیں۔ اور کالپی (ضلع جالون) میں رونق افروز ہیں۔ میری دلی مرادیں انہیں کے در سے پوری ہوتی ہیں (شاہ صاحب کا اشارہ اپنے پیر و مرشد شاہ فضل اللہ کالپوی کی طرف ہے)۔

(۹۵)

کیسے جوت بکھا نیں منوں بھان کو پاٹ
سیما ہم کے روپ سوں سو بھا دیت للاٹ

(ت) اس شعر میں شاہ صاحب نے اپنے مرشد کی پیشانی کا ذکر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے مرشد کی پیشانی بہت روشن ہے گویا سورج چمک رہا ہے اللہ تعالیٰ اپنے جن نیک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان کے چہروں میں ان کے سجدوں کی نشانی ہے تو میرے مرشد اس تعریف پر پورے اترتے ہیں۔ (مرشد کی پیشانی کا نوران کی عبادت و ریاضت کی وجہ سے ہے) راتوں کی عبادت سے یہ اثر ہوا ہے۔

کبت

(۹۶)

سندھو سلل بمل سوراً دویت انت وت
نارا ین گھن گگن مگن پرکاس ترٹت گت
ناگ لوک سر لوک مدھم کرہ چودس
پانچو من تنہہ جگت سادھ راکھے تینکھ کس
جس کبت سوکوی جگ پرگٹ کیئے اور سب انتر چھ
نہ ہتو جو محمد نام ایک نہ کرت کر تار کچھ

(ت) یہ نظم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ سمندر میں پانی اور سورج میں روشنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

کے طفیل سے ہے۔ خدا کے نور کا جلوہ ذرّہ ذرّہ میں سمایا ہوا ہے آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ بھی نظر آتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہے۔ سرور کونین کی وجہ سے ہی ساری مخلوق پیدا کی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کو محمد رسول اللہ علیہ السلام کا پیدا فرمانا نہ ہوتا تو کائنات کی تخلیق بھی نہ ہوتی۔ شاہ صاحب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ساری کائنات اللہ کے رسول کی محتاج ہے۔ کائنات میں جس کسی کو جو کچھ بھی ملا یا ملے گا وہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان کرم سے ملے گا۔

(۹۷)

استت نہ کہی جات مت ہو نہ ٹھیرات
نایب منت آئے آپ ہیں کنول ال
مکان مانجھ احمد احد لا مکان دیکھو
ایکے کے بسیکھو جن جانوں رے جگل پل
تیر و پرتاپ سب ست دشت دیکھت
باس بھیوتو روپ جگ جیوں پہپ دل
پیال کل میں کل کل کل دیت پیمی
خاتم رسول کو کلمہ اچل کل

(ت) یہ نظم بھی سرکار دو عالم صلی اللہ وسلم کی تعریف میں لکھی گئی ہے۔ شاہ صاحب بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ مجھ میں وہ صلاحیت نہیں جو آپ کی نعت لکھ سکوں (آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے) آپ کنول کی طرح روشن ہیں۔ اور ساری کائنات میں آپ کا ذکر ہوتا ہے۔ تمام مخلوق خدا آپ کی تعریف کرتی ہے۔ آپ کا مرتبہ ساری کائنات سے افضل ہے۔

عوام کو مخاطب کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اے لوگو۔ تمہارے لئے لازم ہے کہ رسول اللہ سے محبت کرو۔ رسول پاک کی شان رسالت کائنات میں

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

اس طرح سمائی ہوئی ہے جس طرح پھول میں خوشبو ہوتی ہے۔(خوشبو کے بغیر پھول کی کوئی اہمیت نہیں)

دربار رسالت میں شاہ صاحب عرض کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول آپ کی تعریف شمال، جنوب، مغرب، مشرق آسمانوں اور زمینوں میں کی جاتی ہے۔

شاہ صاحب کا عقیدہ ہے کہ بیقرار دلوں کو اگر قرار حاصل کرنا ہے تو صرف ذکر رسول اور حب رسول ہی سے مل سکے گا۔

(۹۸)

تلپھت رہوں نس دن بھولی نہیں ایک چھن
جوں جوں سدھ آوے سکی پیتم کی جات گی
پاوس رت آئی لا گیو برہا کسائی
موہ نت دکھ وائی ناہیں سدھ گات کی
چا ترک پپیہا مور کریں آت مہا سور
جیون نہ بنے پیمی تاکت نہ بات کی
جیون کو پھل یہی دیکھوں مکھ پیتم کو
ایک ایک رات جات لاکھ لاکھ رات کی

(ت) اس نظم میں شاہ صاحب نے اس کیفیت کو بیان کیا ہے جو محبوب (مرشد) کی دوری سے عاشق (مرید) پر طاری ہوگئی ہے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں فراق محبوب میں دن رات تڑپتا رہتا ہوں۔ محبوب کا تصور ایک لمحے کے لئے بھی میرے دل سے نہیں جاتا۔ برسات کا موسم بھی آ گیا جس سے میرے دل کی بیکلی میں مزید اضافہ ہوگیا، ہجر مجھ پر ظلم ڈھا رہا ہے اور مجھے تن بدن کا ہوش نہیں ہے۔ کوئل پپیہا اور مور بھی شور مچا رہے ہیں۔ مجھے زندگی گزارنا دوبھر ہو گیا ہے۔ میری زندگی کا مقصد اب یہی ہے کہ محبوب کا رخ روشن دیکھوں۔ مرشد کے دیدار کے بغیر

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

مجھے ایک ایک رات لاکھ راتوں جتنی طویل لگتی ہے (یہ عشق کا آخری درجہ ہے جب مرید صادق فنافی الشیخ ہوجاتا ہے)۔

(۹۹)

چنتا کے کاٹبے کوں جتن کے راکھبے کوں غوث صمدانی ہے
آسامن آبئے کوں آلس مٹابے کوں آنند بڑھابے کوں قادر جیلانی ہے
دلدت یڈاربے کوں پاپن جاربے کوں دکھ نواربے کوں قطب ربانی ہے
گن گابے کوں ہت چت لابے کوں انچھا من پابے کون محبوب سبحانی ہے

(ت) یہ نظم امام سلسلۂ قادریہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں لکھی گئی ہے۔شاہ صاحب کوسیدنا غوث اعظم سے بے پناہ محبت تھی۔ بارگاہ غوثیت میں اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے پیران پیر کا سہارا لے لیا ہے۔اور میری تمام امیدوں کے مرکز حضور غوث اعظم ہیں۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لئے جو بھی کوشش کی جائے اس میں غوث پاک کا سہارا لینا ضروری ہے۔سیدنا غوث اعظم اپنے مرید کے دل میں امیدوں کے چراغ روشن کرتے ہیں سستی اور کاہلی کو دور فرماتے ہیں اور دل میں خوشیاں بھر دیتے ہیں،غوث اعظم کی مدد سے غربت دور ہوجاتی ہے۔گناہ دور بھاگ جاتے ہیں۔اور مشکلوں کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

اور اخیر میں شاہ صاحب امت مسلمہ کو یہ پیغام دے رہے ہیں کہ غوث اعظم کی تعریف کرنا چاہئے کیونکہ وہ اپنے مرید کے بے چین دل کو قرار دیتے ہیں۔اور دل کی مرادیں پوری فرماتے ہیں۔

ریختہ

(۱۰۰)

بچیں سب پیر سوں چھن میں جنہوں کا پیر جیلانی
کروں اس نام کے اوپر سوں تن من جیو قربانی

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

شریعت زیب تجھ دینی طریقت جیب و اکینی
حقیقت عیب سب چینہی زہے بے عیب گیلانی

(ت) اس نظم میں بھی غوث پاک کی منقبت بیان کی گئی ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ جو اپنا ہاتھ پیران پیر کے دست حق پرست میں دیتے ہیں ان کی تمام پریشانیاں ایک لمحے میں دور ہوجاتی ہیں۔ مجھے تو شیخ عبد القادر جیلانی سے اتنی عقیدت ہے کہ ان پر اپنا تن، من اور جان قربان کر دینا چاہتا ہوں غوث اعظم کے در سے شریعت اور طریقت کی دولت بانٹی جاتی ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے راز ان کے سینے میں ڈال دیئے ہیں۔

(۱۰۱)

گھر تج کے جا جنگل میں پری تب سمجھ پری
تن من میں پیم کی آگ بری تب سمجھ پری
موجوں کے پھیر کو جو دل غیر بوجھتا
جب سندھ کے بھنور میں پری تب سمجھ پری
تکیہ جو مخملی و دگر سیج چھوڑ کے
جب اینٹ زیر سیس دھری تب سمجھ پری
جت تت پھرے سے من کو تسلی نہ کچھ بھئی
جب دل کی کیل مانجھ اری تب سمجھ پری
کنج خفی میں وصل ہوئی فکر و غم نہ تھا
جب ہجر میں لگائی چھری تب سمجھ پری
بوجھا نہ عشقیا زخرد راہ پیم کا
جب عشق سدھ بدھ ہری تب سمجھ پری

(ت) اس ریختے میں شاہ صاحب نے توحید اور معرفت الٰہی کا درس دیا

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ دنیا داروں کے ساتھ رہ کر معرفت الٰہی حاصل ہونا مشکل ہے۔نور الٰہی کا جلوہ اسی وقت نظر آئے گا جب دنیا داروں کا ساتھ چھوڑ کر دل کو مکمل طور سے یاد الٰہی میں لگا دیا جائے۔ عاشق کی حالت دوسرا نہیں سمجھ سکتا، عرفان ذات ہو جانے کے بعد ہی بندہ کو اپنی حقیقت کا علم ہوتا ہے۔

شاہ صاحب کے مطابق خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے عیش وعشرت کو ترک کرنا ضروری ہے۔تمام ظاہری نمود ونمائش کو ترک کرنے کے بعد ہی خدا ملتا ہے۔

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ آوارہ گردی سے خدا تک رسائی نہیں ہوتی۔ خدا تک رسائی تو تبھی ہوگی جب اپنی 'انا' (غرور) کو مٹا دیا جائے گا۔شاہ صاحب کے مطابق عاشق میں محبوب کے ملنے سے زیادہ لطف جدائی میں ہوتا ہے۔ جب محبوب سامنے رہتا ہے عاشق کو کسی طرح کی فکر نہیں ہوتی۔

شاہ صاحب کہتے ہیں کہ راہ عشق میں عقل کی اہمیت ختم ہو جاتی ہے۔ عقل والے تو سوچ بچار کرتے رہتے ہیں۔ اور عاشق سفر عشق پر چل پڑتا ہے۔ عشق کا غلبہ عقل کو شکست دے دیتا ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

''پیم پرکاش'' کا تفصیلی جائزہ

شاہ برکت اللہ کی تصانیف میں ''پیم پرکاش'' کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ یہ شاہ صاحب کی ہندی شاعری کا مجموعہ ہے۔

شاہ برکت اللہ ہندی میں پیمی تخلص فرماتے تھے۔ جس کے معنی ہیں ''عاشق'' شاہ صاحب کی تعلیمات میں ''عشق'' پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اکثر صوفیائے کرام نے عشق کو بنیادی حیثیت دی ہے۔ یہ عشق عشق حقیقی ہے یعنی خالق و مخلوق کی محبت کو بڑھانا جو صوفیاء کا طریق رہا ہے۔

ہمارے سامنے ''پیم پرکاش'' کے مطبوعہ نسخہ مرتبہ پنڈت لچھمی دھر شاستری (سن طباعت ۱۹۴۳ء) کے علاوہ ''پیم پرکاش'' کا قلمی نسخہ بھی ہے۔

''پیم پرکاش'' کا قلمی نسخہ ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا سائز ۱/۲ ۵×۱/۴ ۸ ہے۔ اوراق کرم خوردہ ہیں کاغذ عمدہ ہے جو اس زمانے میں کالپی میں بنایا جاتا تھا یہ نسخہ سرخ اور سیاہ رنگ کی روشنائی میں تحریر ہوا ہے۔ اصل عبارت سیاہ روشنائی سے لکھی ہے سرخیاں اور تخلص سرخ روشنائی سے تحریر ہیں۔ پہلے صفحے سے آخری صفحہ تک خط یکساں ہے۔ لکھائی بہت صاف اور صحیح ہر سطر کے آخر میں '':'' کا نشان بنا ہوا ہے۔ کتاب کے آخری صفحہ پر یہ تحریر ہے:

''تمت تمام شد پیم پرکاش پیمی صاحب روز پنجشنبہ ربیع الثانی ۱۱۷۳ھ و ۶/ جلوس''۔ کاتب کا نام ندارد ہے مگر شاہ حمزہ کی تصانیف فص الکلمات اور اور کاشف الاستار کی لکھاوٹ اور پیم پرکاش کی لکھاوٹ میں بے حد یکسانیت ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ اس قلمی پیم پرکاش کے کاتب شاہ حمزہ (المتوفی ۱۱۹۸ھ) ہی ہیں۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

قلمی نسخہ کے دوسرے صفحہ پر تحریر ہے ''یا صاحب البرکات نجات بخش'' اس کے بعد دوہے لکھے ہیں۔ پیم پرکاش کی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ پہلے حصے میں دوہے جن کی تعداد دوسو چھ ہے۔ دوسرے حصے میں کبت جن کی تعداد ایک سو بارہ ہے۔ تیسرے حصے میں پانچ ریختے اور دس دوہے سوال و جواب کی صورت میں ہیں۔

پیم پرکاش برج بھاشا میں لکھی گئی ہے مگر اس کے لسانی تجزیئے سے علم ہوتا ہے کہ اس میں اودھی پانچالی اور بندیلی بولیوں کے اثرات بھی موجود ہیں۔ ہمارے ذہن میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ اودھی بولی کے علاقے سے تعلق رکھنے والے شاعر برکت پیمی نے برج میں شاعری کیوں کی؟ اس کا جواب ہمیں پروفیسر مسعود حسین خاں کی کتاب ''مقدمۂ تاریخ زبان اردو'' سے ملتا ہے۔ پروفیسر مسعود حسین خاں لکھتے ہیں۔

''شاہ سید برکت اللہ پیمی مارہروی کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے......شاہ موصوف کا شمار انہیں شراروں میں ہوگا جو دو بڑے تمدنوں سے ٹکرانے سے پیدا ہوتے ہیں۔ شاہ برکت اللہ کو ہندی فارسی اور عربی پر کامل عبور تھا۔ تصوف سے لبریز انسانیت کے پیغام کو انہوں نے دوہوں اور کبتوں کے ذریعہ پہنچانا چاہا ہے۔ لیکن مارہرہ میں بیٹھ کر وہ بھی ان اٹھتی ہوئی لسانی لہروں کے اثرات سے نہ بچ سکے جو عہد عالمگیری میں ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہونچ رہی تھیں......۱۷۰۰ء تک ریختہ کی شکل میں کھڑی بولی کے ادبی ارتقا کا آغاز ہو چکا تھا۔ لیکن برج بھاشا کی ادبی اہمیت ابھی تک مسلم تھی اس لئے شاہ پیمی نے بھی فارسی کے بعد برج بھاشا ہی کو زیادہ تر اپنے خیالات کے اظہار کا ذریعہ بنایا ہے اور کبت اور دوہے عام طور پر اسی میں لکھے ہیں۔''

شاہ برکت نے اپنی عمر کا خاصہ حصہ بلگرام ضلع ہردوئی (اودھ) میں گزارا۔ بلگرام سے مارہرہ آکر انہوں نے اندازہ کیا ہوگا کہ تبلیغ کا ذریعہ ایسی زبان کو بنانا چاہیے جس سے عوام مانوس ہوں ان کا بحیثیت صوفی مقصد ہی تبلیغ اور رشد و ہدایت تھا اور اس ماحول میں برج بھاشا واحد ایسی زبان تھی جو عوام میں مقبول تھی۔ شاہ صاحب کے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

ہندی دیوان میں اودھی کے اثرات ملنے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے آنکھ بلگرام (اودھ) میں کھولی اور وہیں تعلیم وتربیت حاصل کی لہٰذا اودھی کا اثر ہونا لازمی تھا۔ مارہرہ ضلع ایٹہ پانچال پردیش میں تھا۔ لہٰذا پانچالی کا اثر قبول کرنا ناگزیر تھا اور چونکہ ان کے مرشدان کا تعلق بندیل کھنڈ (کالپی ضلع جالون) سے تھا جن سے ملنے کے لئے وہ اکثر کالپی جاتے تھے اور ان کے مرشد کے بھیجے ہوئے درویش اکثر ان سے ملنے مارہرہ آتے رہتے تھے۔ اسی وجہ سے پیم پرکاش میں کہیں کہیں بندیلی کا اثر دکھائی دیتا ہے۔

پیم پرکاش کا سن تصنیف ۱۱۰۹ھ مطابق ۱۶۹۸ء (دوہا ۱۷) علامہ آزاد بلگرامی اپنی کتاب مآثر الکرام میں لکھتے ہیں کہ شاہ برکت اللہ پیمی نے پیامی شاعری کی حیثیت سے عالمگیر شہرت حاصل کر لی تھی۔

شاہ برکت اللہ کے نظریہ شاعری کو سمجھنے کے لئے ان کی فارسی شاعری کو بھی مدنظر رکھنا ضروری ہے شاہ صاحب نے فارسی اور ہندی اشعار میں کئی جگہ تشبیہ اور تنزیہ کا استعمال کیا ہے۔ ''ریاض عشق'' میں وہ لکھتے ہیں۔ ؎

مئے تشبیہ اول در گرفتند
پس آنکہ در ختم تنزیہ رفتند
یکے تشبیہ اول پایہ باشد
بداں تنزیہہ خود کاں مایہ باشد

اور پیم پرکاش میں فرماتے ہیں ؎

تشبیہ بن تنزیہہ کیا، تنزیہہ بن نہیں سوئے
دوؤ گیان سوں راکھیو دونوں جگ گت ہوئے

یہ جگ تشبیہ کہت ہیں وہ جگ تنزیہہ گائے
سمجھ کھیلو راؤ رے لاٹھی سانپ بچائے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

تشبیہ سے مراد ظاہر اور تنزیہہ کے معانی باطن ہیں۔ان الفاظ کی مزید تشریح محمود شبستری (م ۱۳۲۰ء/ ۷۲۰ھ) کی کتاب ''گلشن راز'' میں ملتی ہے۔گلشن راز میں وحدت الوجود پر روشنی ڈالی گئی ہے۔شاہ برکت اللہ وحدت الوجود کے قائل تھے۔اور اس کا نمایاں اثر ان کی شاعری پر بھی ہوا۔

شاہ صاحب شاعری کو تخلیقی فن مانتے ہیں جو تخیل کی مدد سے اس اندرونی حقیقت کو پیش کرتا ہے جسے عام انسان نہیں دیکھ سکتا۔شاعر نگاہ باطن رکھتا ہے۔صوفیاء کرام کی شاعری کو شاہ صاحب بہت اونچا درجہ دیتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ یہ شاعری کی اعلیٰ ترین قسم ہے۔جو زندگی کو اعلیٰ ترین انداز سے بسر کرنے کا پیغام دیتی ہے۔شاہ صاحب کے مطابق ایک سچا شاعر حقیقتاً صوفی ہوتا ہے۔

شاہ برکت اللہ کے ادبی تنقید کے اصول کی روشنی میں اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے تصوف پر اتنا زور کیوں دیا۔انہوں نے بار بار شاعر کو حقیقت کی تلاش کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

سچے شاعر کو تلمیذ الرحمٰن کہا گیا ہے۔شاہ صاحب کی بلندئ فکر، وسعت خیال، خلوص نیت اور اخلاقی اقدار نے ان کی شاعری کو نیا رنگ وروپ عطا کیا ہے۔انسانیت کے نام انہوں نے رجائیت کا پیغام دیا۔وہ خوش آئند مستقبل کی یقین دہانی کراتے ہیں۔

شاہ صاحب کو فارسی اور عربی کے ساتھ ساتھ ہندی پر عبور حاصل تھا۔ہندی ان کے گھر کی زبان تھی۔اسی لئے ان کی ہندی شاعری فارسی شاعری سے بہت آگے بڑھ گئی ہے بحیثیت صوفی شاعر شاہ برکت اللہ پیمی اپنی مثال آپ ہیں۔دقیق خیالات اور شعری جذبے کو مناسب ترین الفاظ میں ڈھال کر شعر کہنا ان کے لئے بڑی بات نہیں۔وہ عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خداداد شعری صلاحیت کے مالک تھے اور وہ عظیم تمدن کے نمائندے بھی تھے۔انہیں ہندی، عربی، فارسی، سنسکرت کی کلاسیکل شاعری سے بھی واقفیت تھی جس کا اندازہ ہمیں ان کی تصانیف کے مطالعہ سے ہوتا ہے۔وہ

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (مشاہد رضوی)

اپنے دور کے سماجی حالات سے بھی بخوبی واقف تھے۔ فلسفہ کے مطالعہ سے شاہ صاحب نے شاعرانہ تخیل کو تصوف سے ہم آہنگ کر دیا۔

شاہ برکت اللہ نے شاعری کی افادیت کو بھی مدنظر رکھا۔ ان کی شاعرانہ عظمت نے انہیں شہرت عطا کی مگر انہوں نے غرور کو اپنے پاس پھٹکنے بھی نہیں دیا۔ وہ دوسروں پر اپنی تعلیمات تھوپنے کے کوشاں نہیں تھے۔

تصوف اور مذہبی تعلیمات کی مدد لے کر انہوں نے دوسروں کے خیالات کو متأثر کرنے کی کوشش کی اسی وجہ سے ان کی شاعری میں اکتاہٹ پیدا کرنے والی یکسانیت نہیں ہے بلکہ اس میں رنگارنگی ہے جو زندگی کی ہماہمی کی آئینہ دار ہے۔ ان کے نظریات آفاقی ہیں۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کسی کاریگر کی صناعی نہیں بلکہ فن کار کا کلام ہے جو تخیل کی مدد سے لکھا گیا ہے۔ اس طرح پیمی نے روحانیت کی مدد سے ہندو مسلم ایکتا کی بنیاد رکھی اور اپنے آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا پیامبر بنا کر پیش کیا۔ اور اسی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھا۔

ہندوستان میں بہت سے مذاہب ہیں، بے شمار فرقے ہیں لیکن یہ سب ایک دوسرے سے قومی اتحاد سے جڑے ہوئے ہیں۔ اس ملک میں ہمیشہ یہی کوشش کی گئی کہ سارے ہندوستانی ایک دوسرے سے مل جل کر رہیں۔ اس سلسلے میں صوفیاء کرام کی خدمات نظر انداز نہیں کی جاسکتیں انہوں نے اپنی نثری اور شعری تصانیف میں ایسی تعلیم دی جو ایک مثالی سماج کی تعمیر میں مددگار ثابت ہو جس میں سب مل جل کر رہیں۔ ایک دوسرے کی خوشی اور تکلیف میں برابر کے شریک ہوں۔

''پیم پرکاش'' کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بنیادی موضوع عشق ہے۔ مثنوی کے روایتی انداز سے ابتدا کی گئی۔ پیم پرکاش حمد باری تعالیٰ سے شروع ہوتی ہے (دوہا ۱، ۲، ۳) اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ لکھی گئی (دوہا ۴) اس کے بعد اہل بیت کی تعریف کی گئی ہے (دوہا ۵) اہل بیت کی تعریف کرنے کے بعد صحابہ کرام کی مدح میں شعر لکھے ہیں (دوہا ۶ تا ۱۰) شاعر کو حضرت عبدالقادر جیلانی سے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

بے پناہ عقیدت تھی جس کا اظہار ان کے اشعار سے ہوتا ہے (دوہا ۱۱۱ سے دوہا ۱۳۱ تک) اس کے بعد شاعر نے شہنشاہ وقت اورنگ زیب عالمگیر کے دور کا ذکر کیا ہے۔ اور اپنی کتاب کا نام بتایا ہے۔ پندرہویں اور سولہویں دوہے میں شاعر نے اپنے سابق وطن اور موجودہ وطن کا تذکرہ کیا ہے سترہویں دوہے سے پیم پرکاش کے سن تصنیف کا علم ہوتا ہے۔ اپنے اشعار (دوہوں) میں شاعر نے اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کیا ہے اپنی نظموں (کبتوں) میں شاعر نے وہ تجربات بیان کئے ہیں جو تصوف کی راہ میں پیش آئے۔ ان نظموں میں موسیقیت ہے۔ ان نظموں کا بنیادی موضوع عشق حقیقی ہے۔ شاعر کو سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی محبت ہے اس کا اندازہ نظم ۹۶، ۹۷ سے ہوتا ہے۔ شاعر کی ریختہ نظمیں فارسی اور ہندی کا مرکب ہیں۔ ریختے اس حقیقت کی ترجمانی کرتے ہیں کہ کس طرح دو اجنبی تہذیبیں ایک دوسرے میں سما جاتی ہیں۔

(ریختہ ۱۰۱)

پیم پرکاش کی شاعری کا تعلق تصوف کے اس طرز فکر سے ہے جسے ہندی شاعری میں رہسیہ واد کہا جاتا ہے اس طرز فکر کے شاعر خالق اور مخلوق کے رشتے کو تمثیلی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ اس طرح کی شاعری میں خدا اور بندے کے تعلق کو بڑے خوبصورت انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔

شاہ صاحب کا دور ہندی شاعری میں روایت پرستی (ریت کال) کا عہد تھا۔ اس طرز کی شاعری کا مقصد عوام کی روحانی اصلاح کرنا تھا۔ ''پیم پرکاش'' نے ہندی میں شاعری کا عمدہ نمونہ پیش کیا ہے خیالات کی تازگی اور توانائی احساسات کی رنگا رنگی، پیکر تراشی کا انداز مناسب ترین الفاظ کا انتخاب، طرز ادا کے بہترین نمونے اور جذبہ کی گہرائی جو تخیل کو حقیقت کے روپ میں پیش کرتا ہے ان سب کے امتزاج نے پیم پرکاش کو لافانی بنا دیا۔

شاعر کو ہندی زبان پر مکمل قدرت ہے۔ ''پیم پرکاش'' میں دقیق فلسفیانہ مسائل بڑے سادہ الفاظ میں خوبصورتی کے ساتھ پیش کئے گئے ہیں۔ شاعر نے اپنے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

کلام میں حسن لانے کے لئے صنائع اور بدائع کو بھی مدنظر رکھا ہے۔

شاعر کے الفاظ اس کے خیالات کے ترجمان ہوتے ہیں پیمی کی شاعری کا ایک امتیازی پہلو یہ ہے کہ اس میں خیالات کو اس طرح پیش کیا گیا ہے جس سے زبان وبیان کا تسلسل ٹوٹنے نہ پائے۔ نظموں (کتبوں) کے مطالعے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا خیالات کا ایک دریا موجزن ہے۔ یا کوئی جھرنا اپنی پوری توانائی کے ساتھ بہہ رہا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ الفاظ میں شاعر نے اپنی روح پھونک دی ہے۔ (نظم ۹۶)

قارئین کو ''پیم پرکاش'' کی نظموں میں آزادیٔ فکر اور اعلیٰ معیار کے حصول کی تمنا متوجہ کرتی ہے یہ سعادت بہت کم شاعروں کو نصیب ہوتی ہے۔ پیمی شاعر ہونے کے علاوہ بلند پایہ صوفی بھی تھے۔ انہوں نے انسانیت کو درپیش مسائل کا حل پیش کیا ہے۔

''پیم پرکاش'' کا مطلب ہے عشق کی روشنی، پیمی اپنی کتاب کے ذریعہ دنیا کو عشق کا پیغام دیتے ہیں۔ صوفیاء نے عشق کو بہت اہمیت دی۔ ان کا عشق بہرحال عشق حقیقی ہوتا ہے۔ ان کی تصانیف میں ملنے والے عشق مجازی کا آخری سرا عشق حقیقی سے جڑا ہوتا ہے۔ وہ اسی مجاز سے حقیقت تک پہونچتے ہیں۔ ایک سچے صوفی کی طرح پیمی عشق حقیقی، عاشق، معشوق کے باہمی تعلقات کا رازدارانہ طریقے سے بیان کرتے ہیں کیوں کہ وہ عشق کو پاکیزگی کا حامل سمجھتے ہیں۔ اس عشق میں پیدا ہونے والی تڑپ راز و نیاز کے پردوں میں چھپی ہوتی ہے۔ وہ باطن کی گندگی کو دور کرنے پر اصرار کرتے ہیں۔

صوفیاء کے مسلک میں بندے کی خدا تک معرفت معراج کا درجہ رکھتی ہے۔ وہ بندہ کو قطرہ اور روح مقید سمجھتے ہیں۔ جب تک بندہ خدا کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان نہ کردے اسے قرب الٰہی نصیب نہیں ہوسکتا۔ قطرہ جب سمندر سے الگ رہتا ہے تب تک صرف قطرہ رہتا ہے مگر اپنے وجود کو فنا کر کے سمندر میں مل جاتا ہے تو وہ سمندر بن جاتا ہے۔ پیمی کی تعلیم بھی یہی ہے کہ عشق حقیقی میں اپنے آپ کو مٹا دو۔ وہ عشق حقیقی سے ناتا توڑنے والوں کی ملامت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ٹوٹے ہوئے رشتہ کو جوڑ لیا جائے تو اس کے مسائل کا حل نکل آئے گا۔ پیمی کے نظریہ کے

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ علی گڑھ (مشاہد رضوی)

مطابق انسان کے لئے معرفت ذات ضروری ہے کیوں کہ خود شناسی کے بغیر خدا شناسی ناممکن ہے۔ پیمی آفاقی محبت کے نقیب ہیں۔ ان کے نزدیک انسانوں سے محبت کرنا عبادت ہے اور اس عبادت کی بنیاد خدمت خلق ہے۔

پیمی فنا کو بقا کا ذریعہ کہتے ہیں۔ اپنے آپ کو فنا کرنے کے بعد ہی اعلیٰ ترین روحانی مدارج طے کرنا ممکن ہے۔ پیمی کا خیال ہے کہ عقل میں عشق کی قربانیوں کو سمجھنے کی صلاحیت ہی نہیں ہے اگر وہ سمجھنے کی کوشش بھی کرتی ہے تو اس کے قدم لڑکھڑانے لگتے ہیں وہ مراقبہ کو عرفان ذات کا ذریعہ بتاتے ہیں۔ ان کے نزدیک عرفان ذات حاصل کرنے کے لئے خلق خدا کی خدمت کرنا ضروری ہے۔

پیمی عشق کو محض جذباتیت نہیں سمجھتے بلکہ ایک آفاقی حقیقت کا درجہ دیتے ہیں (دوہا ۷۷) وہ عشق کو ایک اعلیٰ ترین اخلاقی قدر بتاتے ہیں جس کے بغیر کائنات میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ وہ عشق کو اخلاق کی بلندی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے عشق نہ صرف زندہ رہنے کی طاقت دیتا ہے بلکہ راہ خدا میں مرجانے کا حوصلہ بھی عطا کرتا ہے زندگی اپنی تمام تر رنگینیوں کے باوجود انسان کو روحانی قرار نہیں دے سکتی۔ اس کا سہرا تو عشق کے سر ہے جو انسان کو قدم قدم پر قوت دیتا ہے۔

پیمی نے اپنے عالمانہ اور فلسفیانہ خیالات کو شاعری میں سمودیا ہے۔

اس جائزے کے بعد یہ نتیجہ نکالنا مشکل نہیں کہ پیمی ہندی کے رہسیّہ واد شاعروں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ان کی شاعری کے مطالعہ سے مسرت کے ساتھ بصیرت بھی ملتی ہے۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

بعض اوراد و وظائف و نقوش بزرگان دین مارہرہ شریف

برائے دیدار زیارت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

شب جمعہ میں سو بار یہ دعا پڑھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم. اللھم رب البلد الحرام والشھر الحرام و الحل الحرام و الرکن والمقارم اقرأ علی روح سید نا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منا السلام.

برائے حفاظت اسقاطِ حمل:

اس آیت کو لکھ کر عورت کی کمر میں باندھے۔

اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ. فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا وَّ ھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

لڑکی کا پیام آنے کے لئے:

ہر روز سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) شریف پڑھے۔

دفع ریتان کو:

اس آیت کو لکھ کر گلے میں باندھے یا دھو کر پلائے۔ اِن کُنتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاء كُم مِّن دُونِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ.

حبّ و تسخیر کے لئے:

کھاری نمک پر نماز مغرب کے وقت سات بار یہ آیت کریمہ پڑھ کر دم کرے اور اس نمک کو آگ میں ڈالے۔ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَ النُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِہٖ. اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَکَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ۔

دفع مرگی کو:

جب مرگی آئے اس وقت مریض کی پیشانی پر لکھے۔

عححح عححح

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

فرارشدہ کو واپس لانے کے لئے:

یہ نقش کاغذ پر لکھ کر پتھر کے نیچے دبائے:

۴	۹	۲
۳	ع	٦
۸	١	٦

چوری ہوگئی ہوئی چیز کا پتہ لگانے کے لئے:

نماز عشاء کے بعد باوضو سات بار سورہ والشّمس اور سات مرتبہ سورہ واللیل اور ایک بار یہ دعا پڑھے اور داہنی کروٹ پر سورہے۔ خواب میں کسی شخص کو یہ کہتے دیکھے گا کہ اٹھ اور فلاں جگہ جا۔ تیرا مال وہاں ہے یا فلاں شخص لے گیا تھا۔

اللھم امنت بک توکلت علیک و کفرت بالجنب و الطاغوت والطاغوت فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لانفصام لھا واللہ سمیع علیم . یا حیی یا قیوم یا عالم الغیب اجعل لی من ھذا فرجاو مخرجا.

دفع درجگر و گردہ:

ان آیات کو پڑھ کر گردہ یا جگر پر دم کرے۔ یا لکھ کر دھو کر پئے نہایت مجرب المجرب ہے: طٰہٰ. مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى. إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن يَخْشَى. تَنزِيلاً مِّمَّنْ خَلَقَ الْأَرْضَ وَالسَّمَاوَاتِ الْعُلَى. الرَّحْمَٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى.

تمت بالخیر

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ واصحابہ و اولیاء امتہ و علماء ملتہ اجمعین و بارک وسلم.

الھی نجنی من کل ضیق   بجاہ المصطفیٰ مولیٰ الجمیع
وھب لی فی مدینتہ قرارا   بایمان و دفن فی البقیع

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

کتابیات

جن کتابوں سے بالواسطہ یا بلاواسطہ مدد لی گئی ہے۔مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) قرآن عظیم

(۲) آثار احمدی (قلمی) حکیم عنایت حسین صاحب۔

(۳) آئین احمدی (قلمی) سید آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۴) اصح التواریخ (مطبوعہ) سید اولاد رسول محمد میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الکھ بانی (مطبوعہ) مرتبہ پروفیسر اطہر عباس رضوی اور ڈاکٹر جعفر رضا زیدی

(۶) برکات مارہرہ (مطبوعہ) سید مصطفیٰ حیدر حسن قادری

(۷) بیاض احمدی (قلمی) شاہ آل احمد اچھے میاں رحمۃ اللہ علیہ

(۸) بیاض خاتم الاکابر (قلمی) شاہ آل رسول رحمۃ اللہ علیہ

(۹) پیم پرکاش (قلمی) شاہ برکت اللہ پیمی

(۱۰) پیم پرکاش (مطبوعہ) مرتبہ لچھمی دھر

(۱۱) تذکرہ (قلمی) شیخ مہربان اللہ مارہروی

(۱۲) ترجیع بند (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۳) تصوف اسلام اور اس کی مختصر تاریخ (مطبوعہ) ڈاکٹر شکیل احمد صدیقی

(۱۴) چہار انواع (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۵) خاندان برکات۔سید اولاد رسول محمد میاں

(۱۶) دیوان عشقی (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۷) رسالہ سوال و جواب (قلمی) شاہ برکت اللہ

(۱۸) ریاض عشق (قلمی) شاہ برکت اللہ

www.barkaatlibrary.blogspot.in

بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)

(۱۹) سبع سنابل (مطبوعہ ۱۳۰۱ھ) میر عبد الواحد بلگرامی
(۲۰) سرو آزاد (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی
(۲۱) شجرۂ طیبہ (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی
(۲۲) عوارف ہندی (قلمی) شاہ برکت اللہ
(۲۳) فص الکلمات (قلمی) سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ
(۲۴) کاشف الاستار (قلمی) سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ
(۲۵) گلشن راز (مطبوعہ ۱۳۰۰ھ) شیخ سعد الدین محمود شبستری
(۲۶) ماثر الکرام (مطبوعہ) میر غلام علی آزاد بلگرامی
(۲۷) مقدمہ تاریخ زبان اردو (مطبوعہ) پروفیسر مسعود حسین خاں وغیرہ۔

www.barkaatlibrary.blogspot.in
بہ شکریہ: البرکات اسلامک ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، علی گڑھ (مشاہد رضوی)